بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

مشکوٰۃ
MONTHLY MISHKAT

”قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح
کے بغیر نہیں ہو سکتی“
(بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
MAJLIS KHUDDAM-UL-AHMADIYYA BHARAT

نگران: کے طارق احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی / کلام الامام المھدی / امام وقت کی آواز	3
خلاصہ خطبات جمعہ ماہِ اکتوبر 2021ء	4
جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت	9
مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے	17
شمائل مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام	16
مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت	22
پور پور گواہی دے گی	23
ایک احمدی کا کردار معاشرے میں	26
سائنس کی دنیا	31
Fitness & Health Corner	34
گوشۂ ادب	35
بزم اطفال	36
ملکی رپورٹس	38
Summary of the Friday Sermon on 24th Sep 2021	40

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ایڈیٹر
نیاز احمد نائک

نائبین
تبریز احمد سلیچہ، اطہر احمد شمیم
ریحان احمد شیخ، محمد کاشف خالد

مینیجر
سید عبد الہادی

مجلس ادارت
بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار
عمر عبد القدیر، ناصر الدین حامد
صالح احمد، اعجاز احمد میر

ڈیزائننگ
محمد ضیاء الدین، کامران شریف
نیر احمد، صباح الدین شمس

دفتری امور
سید حارث احمد، مجاہد احمد سلیچہ

مقام اشاعت
دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک ₹ 220
بیرون ملک $ 150
قیمت فی پرچہ ₹ 20

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

یاتیک من کل فج عمیق

خدا تعالیٰ کے ماموروں میں ایک قوت جاذبیت ہوتی ہے۔ اس مقناطیسی قوت کے باعث لوگ ان کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ اس دور میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو دین اسلام کی سربلندی اور شوکت کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپؑ کے وجود باوجود نے ایک بار پھر اس سنت الٰہی پر مہر تصدیق ثبت فرمائی کہ خدا تعالیٰ کے فرستادے ہی غالب آتے ہیں۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے گمنامی کے زمانہ میں یہ خوشخبری عطا فرمائی کہ ''یاتیك من کل فج عمیق ویاتون من کل فج عمیق''یعنی لوگ دور دراز علاقوں سے آپ کے پاس آئیں گے۔ یہ الہام ہر نئے دن نئی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ طیور ابراہیمی ہر آن اپنے روحانی آقا کی طرف دوڑے چلے آرہے ہیں۔ اور اپنی روحانی تشنگی کے سامان کرتے ہیں۔ ہر ملک وقوم کے پروانے اس شمع ہدایت کے گرد گھومتے ہیں۔ دنیا کے فرزانوں نے لاکھ جتن کئے کہ یہ دیوانے اپنے محبوب کی محبت سے محروم رہیں لیکن وہ اپنے آقا کے عشق وفدائیت میں پروانہ وار آتے رہے۔ اس کیفیت پر یہ شعر بے ساختہ زبان پر آتا ہے کہ

ہوتی نہ اگر روشن وہ شمع رخ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دنیا کے پروانے

قادیان دارالامان کی بستی کو تخت گاہ رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں ہزاروں معجزات ونشانات رونما ہوئے۔ یہاں کے چپے چپے پر خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت کے جلوے ظاہر ہوئے۔ اس مقدس بستی سے فیضیاب ہونے کے لئے ہر سال ہزاروں کی تعداد میں احباب جماعت اپنی روحانی تشنگی بجھانے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ جلسہ سالانہ احباب کے یہاں اجتماع کا بہت بڑا ذریعہ ہے قادیان کی بستی میں بظاہر کوئی دنیوی شہرت کی چیزیں نہیں ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں۔ لیکن یہ بستی روحانی کشش اپنے اندر رکھتی ہے۔ قادیان کی ترقی کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ کو بھاری بشارات خدا تعالیٰ نے عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتایا کہ ''ایک دن آنے والا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلادے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔'' دراصل جھوٹے دعویداروں کی شان وشوکت کو زوال لاحق ہوجاتا ہے۔ اور خدا کے ماموروں کی ترقی تدریجاً ہوتی ہے لیکن مضبوط اور پائیدار ہوتی ہے۔ جھوٹے دعویداروں کا نام لیوا تک نہیں رہتا۔ لیکن سچوں کو خدا تعالیٰ مرجع خلائق بنادیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت ازلی ہم اس زمانے کے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کے حق میں بھی پورا ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے مولد ومسکن ومدفن کی طرف ہزاروں عقیدت مند والہانہ عقیدت کے ساتھ آتے ہیں۔ قادیان میں روحانی فیض پانے کے لئے مختلف اقوام کا آنا یقیناً اس بستی کو محترم بناتا ہے۔

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

(نیاز احمد نائک)

گمشدہ رسید بک

مجلس خدام الاحمدیہ کی رسید بک نمبر 5471 گم ہوگئی ہے۔ اس رسید بک کو کینسل کیا جاتا ہے۔ اس رسید بک پر چندہ وصول نہیں کیا جاسکتا۔ یہ رسید بک اب قابل استعمال نہیں ہے اور اخراج کردی گئی ہے۔

(مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

قرآن کریم

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (حٰمٓ السجدۃ: 34)

ترجمہ: اور بات کہنے میں اس سے بہتر کون ہوسکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک اعمال بجالائے۔ اور کہے کہ مَیں یقیناً کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

کلام الامام المہدی علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶۔۳۰۷)

مبلغین کی ضرورت کے حوالہ سے آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”تبلیغ سلسلہ کے واسطے ایسے آدمیوں کے دوروں کی ضرورت ہے، مگر ایسے لائق آدمی مل جاویں کہ وہ اپنی زندگی اس راہ میں وقف کر دیں۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صحابہ بھی اشاعتِ اسلام کے واسطے دور دراز ممالک میں جایا کرتے تھے۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۶۸۲ ایڈیشن ۱۹۸۸ء)

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: جو کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا کہ ثواب اس پر عمل کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم باب من سنّ سنۃ حسنۃ... الخ حدیث 6804)

اسی طرح آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک موقع پر حضرت علیؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بخدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کا ہدایت پا جانا تیرے لئے اعلیٰ درجہ کے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد باب من اختار الغزو بعد البناء حدیث 2942)

امام وقت کی آواز

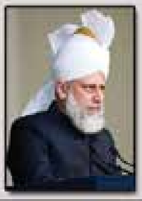

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔... اللہ تعالیٰ جو انسانی فطرت کی پاتال تک سے واقف ہے جس طرح وہ اپنی مخلوق کو جانتا ہے کوئی اور نہیں جان سکتا ہے، اسی نے پیدا کیا ہے۔ اس نے یہ فرمایا کہ دعوت الی اللہ کرنے والے سے کون بہتر ہوسکتا ہے؟...

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 اپریل 2010ء)

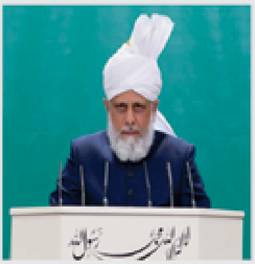

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 01 اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد یو کے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے شام کی لڑائی میں سپاہیوں کی کمی اور دشمن کی تعداد زیادہ ہونے پر حضرت عمرؓ کو مزید فوج بھیجنے کی درخواست کی۔ حضرت عمرؓ نے مختلف قبائل سے مشورہ کے بعد ایک قبیلہ سے نوجوان جمع کر کے حضرت ابو عُبیدہؓ کو لکھا کہ تین ہزار سپاہی اور تین ہزار کے برابر عمرو بن معدی کرب کو تمہاری مدد کے لیے بھیج رہا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک نوجوان کو اگر تین ہزار آدمی کے مقابلہ میں بھیجا جائے تو وہ کہے گا کہ یہ خلافِ عقل بات ہے لیکن اُن لوگوں نے اپنے ایمان کی مضبوطی اور خلیفۂ وقت کی بات کو اہمیت دینے کی وجہ سے اکیلے عمرو بن معدی کرب پر اعتراض کے بجائے بڑی شان وشوکت سے نعرے لگا کر اُس کا استقبال کیا جس کی وجہ سے دشمن سمجھا کہ شاید لاکھ دو لاکھ فوج مسلمانوں کی مدد کو آگئی ہے اور ڈر کے مارے میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ سر دست ہمیں بھی اسی طرح اپنے دل کو اطمینان دینا ہوگا۔ آپؓ بتا رہے تھے کہ یورپ میں سپین میں اور سسلی وغیرہ میں تبلیغ کس طرح کرنی ہے اس ضمن میں یہ واقعہ بیان کیا۔

فتوحاتِ مصر میں جنگ فرما قابلِ ذکر ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے شام کے راستے پر فسطاط سے تیس میل دُور ایک شہر کی فتح کے لیے رُخ کیا تو رومی فوج نے لڑائی کی غرض سے آپؓ کا راستہ روک لیا۔ لڑائی کے بجائے آپؓ نے اسلام لانے اور جزیہ دینے کی تجویز پیش کرتے ہوئے اہلِ مصر سے صلہ رحمی اور احسان کا سلوک کرنے کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا بھی ذکر کیا۔ آپؓ کی طرف سے چار دن کی مہلت کے باوجود مصر کے حاکم ارطبون نے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ راتوں رات مسلمانوں پر حملہ کر کے اچھی خاصی تعداد شہید کر دی جبکہ وہ اپنے ایک ہزار سپاہی قتل اور تین ہزار گرفتار ہونے پر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔ بلبیس میں ایک مہینہ تک لڑائی جاری رہنے کے بعد آخر مسلمانوں کی فتح ہوئی۔

جنگی کشمکش کے دوران قبطیوں کے سردار مقوقس کی چہیتی بیٹی ارمانوسہ گرفتار ہوئی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے اُسے اُس کے تمام جواہرات اور خدمت گزاروں کے ساتھ نہایت عزت و احترام سے واپس بھیج دیا۔ تمام صحابہ کرامؓ نے اس فیصلے کو درست قرار دیا۔ یہ واقعہ مسلمانوں کی دانش مندی اور اخلاقی برتری کی دلیل ہے۔

متفرق فتوحات کے بارے میں ذکر ہے کہ ام دنین کی فتح کے بعد سب سے پہلے فیوم کے پورے صوبے پر اور عین الشمس میں مسلمانوں نے رومیوں پر فتح حاصل کی۔ صوبہ منوفیہ کے دو شہروں اثریب اور منوف پر فتح پائی۔ قلعہ بابلیون یا فسطاط کے سات ماہ کے محاصرے کے بعد اندر جا کر لڑتے ہوئے قلعہ فتح کیا۔ فسطاط کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے اسکندریہ کی فتح کی بھی اجازت دے دی۔ اسکندریہ کی فتح کے ساتھ سارا مصر فتح ہو گیا۔ ان معرکوں میں کثرت سے قیدی بنائے گئے۔ حضرت عمرؓ نے تمام قیدیوں کے متعلق حضرت عمرو کو بذریعہ خط ارشاد فرمایا کہ سب کو بلا کر کہہ دو کہ ان کو اختیار ہے کہ مسلمان ہو جائیں یا اپنے مذہب پر قائم رہیں۔

بہت سے عیسائی اور یورپین محققین نے بھی ثابت کیا ہے کہ اسکندریہ کے کتب خانے کے جلائے جانے کا واقعہ سراسر بناوٹی اور جعلی قصہ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنی کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں بھی اس اعتراض کا بھرپور دلائل کے ساتھ پُرزور ردّ فرمایا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اسلامی سلطنت مشرق میں دریائے جیحون اور دریائے سندھ سے لے کر مغرب میں افریقہ کے صحراؤں تک اور شمال میں ایشیائے کوچک کے پہاڑوں اور آرمینیا سے لے کر جنوب میں بحرالکاہل اور نوبہ تک ایک عالمی ملک کی شکل میں دنیا کے نقشہ پر نمودار ہوئی اور سب نے اسلام کے سایۂ عدل اور رحمت میں امن اور سکون کی زندگی گزاری۔حضرت مصلح موعودؓ نے اس حوالے سے ایک خطبہ میں جماعت کو نصیحت فرمائی کہ مصائب اور مشکلات ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والے ہونے چاہئیں اور یہی فتوحات کا پھر ذریعہ بنتے ہیں۔

فرمودہ 08 اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: علّامہ شبلی نعمانی حضرت عمرؓ کی فتوحات اور اس کے اسباب وعوامل کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بے شک اس وقت فارس وروم کی سلطنتیں عروج پر نہ تھیں لیکن اتنی کمزور بھی نہ ہوئی تھیں کہ عرب جیسی بے سروسامان قوم سے ٹکرا کر پرزے پرزے ہوجاتیں۔ روم و فارس فنونِ جنگ میں ماہر تھے، آلاتِ جنگ کا تنوع تھا، اپنے قلعوں اور مورچوں میں رہ کر ملک کی حفاظت کرنا تھی۔

دوسری جانب عرب کی تمام فوج تعداد میں ایک لاکھ سے بھی کم تھی اور وہ بھی ایسی کہ مروجہ آلاتِ جنگ سے تہی دست اور جدید فنونِ حرب سے ناواقف۔ پس اس سوال کا اصل جواب یہ ہے کہ مسلمانوں میں اُس وقت پیغمبرِ اسلام ﷺ کی بدولت جوش، عزم، استقلال، بلند حوصلگی، دلیری پیدا ہوگئی تھی جسے حضرت عمرؓ نے مزید تیز کر دیا تھا۔مسلمانوں کی راست بازی اور دیانت داری نے انہیں حکومت میں مدد دی اور اسی وجہ سے رعایا نے کبھی مزاحمت نہ کی۔عراق اور شام کے رؤسا اور عمائدینِ حکومت انہی اخلاق کو دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔پس یہاں سکندر و چنگیز خاں کا نام لینا بالکل بے موقع ہے،ان دونوں نے قہر، ظلم اور قتلِ عام کی بدولت بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں جبکہ مسلمانوں نے سچائی، حلم اور انصاف پسندی سے رعایا کے دل جیتے۔ چنگیز خاں، بخت نصر، تیمور، نادر شاہ وغیرہ سب سفّاک تھے لیکن حضرت عمرؓ کی فتوحات میں کبھی قانون اور انصاف سے تجاوز نہ ہوسکتا تھا۔مُثلہ، بچوں کا قتل، بدعہدی اور آدمیوں کا قتلِ عام تو درکنار ایک درخت بھی کاٹنے کی اجازت نہیں تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ دعا کرتے تھے کہ مجھے مدینے میں شہادت نصیب ہو۔یہ دعا کس قدر خطرناک تھی کہ دشمن مدینے پر چڑھ آئے اور مدینے کی گلیوں میں حضرت عمرؓ کو شہید کر دے۔لیکن خدا تعالیٰ نے ان کی دعا کو اَور رنگ میں قبول کرلیا اور وہ ایک مسلمان کہلانے والے کے ہاتھوں ہی مدینے میں شہید کر دیے گئے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت سے متعلق حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت عوف بن مالک نے رؤیا دیکھی تھی اسی طرح حضرت عمرؓ نے خود بھی اپنی شہادت سے متعلق نظارہ دیکھا تھا۔آپؓ کو 26/ذوالحجہ 23/ہجری کو حملہ کر کے زخمی کیا گیا، یکم محرم 24/ہجری کو آپؓ کی شہادت ہوئی اور اسی روز تدفین عمل میں آئی۔

صحیح بخاری میں درج واقعۂ شہادت کی تفصیل کے مطابق آپؓ پر نمازِ فجر کے دوران مغیرہ کے ایک عجمی غلام نے دودھاری عجمی چھری سے وار کیا تھا۔اس شخص نے خود کو بچانے کے لیے تیرہ اَور لوگوں کو بھی زخمی کیا تھا جن میں سے سات جاں بحق گئے تھے۔حضرت عمرؓ نے زخمی ہونے پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امامت کے لیے آگے کیا جنہوں نے لوگوں کو مختصر نماز پڑھائی۔حضرت عمرؓ کو مسجد سے اٹھا کر گھر لایا گیا جہاں انہیں پہلے نبیذ اور پھر دودھ پلایا گیا لیکن وہ زخموں سے بہ گیا اور لوگ سمجھ گئے کہ آپؓ جاں بر نہ ہوسکیں گے۔ایک نوجوان نے آپؓ کے فضائل بیان

کیے تو آپؓ نے فرمایا میری تو یہ آرزو ہے کہ یہ باتیں برابر ہی برابر رہیں، نہ میرا مواخذہ ہو اور نہ مجھے ثواب ملے۔

حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن عمرؓ سے اپنے قرض کا حساب کروایا جو تقریباً چھیاسی ہزار درہم تھا، آپؓ نے اس کی ادائیگی کے متعلق ہدایات دیں۔ عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا پیغام سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ مَیں نے اس جگہ کو اپنے لیے رکھا ہوا تھا لیکن آج مَیں اپنی ذات پر عمرؓ کو مقدّم کروں گی۔ حضرت عائشہؓ سے اجازت ملنے کی خبر سُن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا الحمدللہ! مجھے اس سے بڑھ کر اَور کسی چیز کی فکر نہ تھی۔

حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو خلافت کا انتخاب کرنے کے لیے مقرر فرمایا اور آئندہ منتخب ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین و انصار، بدوی عربوں اور محتاجوں سے حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔

آج جرمنی کا جلسہ شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کو بابرکت فرمائے۔ آخر میں حضورِ انور نے مکرم قمر الدین صاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا اور مکرمہ صبیحہ ہارون صاحبہ اہلیہ سلطان ہارون خان صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

فرمودہ 15 اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عمرؓ کی شہادت کے حوالے سے صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ پر حملے کے وقت نماز فجر کی ادائیگی کی گئی جبکہ صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا زیادہ خون بہنے کے باعث غشی طاری ہوگئی تو میں نے لوگوں کے ساتھ اُٹھا کر انہیں گھر پہنچا دیا۔ صبح کی روشنی ہونے پر آپؓ کو جب ہوش آیا تو آپؓ کے پوچھنے پر بتایا گیا کہ لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس پر آپؓ نے فرمایا اُس کا کوئی اسلام نہیں جس نے نماز ترک کی۔ پھر آپؓ نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ طبقات کبریٰ میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کو گھر پہنچانے کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی جس میں دو چھوٹی سورتیں پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔ طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب لوگوں سے حضرت عمرؓ کو خنجر مارنے والے شخص کے بارہ میں پوچھا تو لوگوں نے مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو کا نام لیا جس نے پکڑے جانے پر اُسی خنجر سے خودکشی کر لی۔

محمد رضا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے والیٔ کوفہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی سفارش پر اُن کے ایک ہنرمند غلام ابولولو کو جو لوہار اور نقش و نگار کا ماہر بڑھئی تھا مدینہ آنے کی اجازت دی۔ غلام کی شکایت پر کہ حضرت مغیرہؓ نے اُس پر ماہانہ سو درہم ٹیکس مقرر کیا ہے حضرت عمرؓ نے وہ ٹیکس اُس کے کام کی مہارت کے مطابق قرار دیا جس سے وہ ناراض ہو گیا۔ ایک دن حضرت عمرؓ کے ہوا سے چلنے والی چکی بنانے کے پوچھنے پر ابولؤلؤہ نے غصے اور ناپسندیدگی کے عالم میں دھمکی دیتے ہوئے کہا کہ میں آپؓ کے لیے ایسی چکی بناؤں گا جس کا لوگ چرچا کریں گے۔ طبری میں مذکور سعید بن مسیبؓ کی روایت کے مطابق عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے وہ خنجر دیکھا تھا جو ابولؤلؤہ جفینہ اور ہرمزان کے درمیان گر گیا تھا۔ حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی تلوار سے دونوں کو قتل کر دیا۔ حضرت عبیداللہ بن عمرؓ نے جب ہرمزان پر تلوار کا وار کیا تو اُس نے لَاۤاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا اور جب جفینہ کو تلوار ماری تو اُس نے اپنی آنکھوں کے سامنے صلیب کا نشان بنایا۔ بعدازاں انہوں نے ابولؤلؤہ کی بیٹی کو بھی قتل کر دیا۔ بہرحال حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کے اقدام کی قانونی طور پر اجازت نہیں تھی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت عمرؓ کی شہادت کا سبب بیان فرمایا کہ یہ حکم تھا کہ غلاموں کو بغیر کسی تاوان کے رہا کر دو۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے اور کوئی غلام تاوان ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اپنی تاوان کی قسطیں

مقرر کروا سکتا ہے۔حضرت عمرؓ کو ایک ایسے غلام نے ہی مارا تھا جس نے مکاتبت کی ہوئی تھی۔ایک مقدمہ آپؓ کے پاس آیا کہ کسی شخص کا غلام کماتا بہت تھا لیکن مالک کو دیتا کم تھا۔حضرت عمرؓ نے ساڑھے تین آنے اس کے ذمہ لگادیے کہ مالک کو ادا کیا کرو۔اس فیصلہ کو اُس نے ایرانی ہونے کی وجہ سے اپنے خلاف سمجھا اور غصہ میں دوسرے ہی دن خنجر سے آپؓ پر حملہ کر دیا اور اُس کے زخموں کے نتیجہ میں آپؓ شہید ہو گئے۔حضرت مصلح موعودؓ نے نماز کے موقع پر چند آدمی حفاظت کے لیے مقرر کرنے کے ضمن میں بھی حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد صحابہ نے انتظام کیا کہ جب بھی نماز پڑھتے ہمیشہ حفاظت کے لیے پہرے رکھتے۔

حضرت عمرؓ کی وفات پر ضرورت مندوں اور غریبوں پر خرچ کرنے کی وجہ سے اُن کے ذمہ چھیاسی ہزار درہم قرض تھا۔حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہؓ اور حضرت حفصہؓ کو قرض کی ادائیگی کے لئے اپنے مکان کو بیچنے اور بنو عدی اور قریش کے علاوہ کسی اور سے مدد نہ مانگنے کی ہدایت فرمائی۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت معاویہؓ کو وہ مکان بیچ کر حضرت عمرؓ کا قرض ادا کر دیا۔اس گھر کو دَارُ الْقَضَاءِ دَیْنِ عُمَر کہا جانے لگا یعنی وہ گھر جس کے ذریعہ حضرت عمرؓ کا قرض ادا کیا گیا تھا۔

فرمودہ 22 اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عبیداللہ بن عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے باہمی الجھاؤ ہوا تب حضرت عثمانؓ ابھی مسندِ خلافت پر فائز نہیں ہوئے تھے۔ پہلے پہل تو حضرت عبیداللہ بن عمرؓ کا ارادہ تھا کہ وہ مدینے میں موجود تمام قیدیوں اور غلاموں کو قتل کر دیں لیکن مہاجرین صحابہ کے سمجھانے پر وہ اپنے اس ارادے سے رُک گئے۔جب حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہو گئے تو عبیداللہ بن عمر کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا۔حضرت علیؓ نے عبیداللہ کے قتل کا مشورہ دیا تاہم دیگر صحابہ نے اس مشورے کے برخلاف رائے دی اور کہا کہ کل حضرت عمرؓ قتل ہوئے ہیں اور آج ان کا بیٹا قتل کر دیا جائے یہ ناقابلِ برداشت سختی ہے۔اس صورتِ حال میں حضرت عثمانؓ نے اپنے مال سے مقتولین کا خون بہا ادا کیا۔

حضرت عمرؓ کے الحاح اور عجز و انکسار کا یہ حال تھا کہ آپؓ نے وفات کے وقت اپنے بیٹے کو کہا کہ میرے کفن میں میانہ روی سے کام لینا اور میری قبر کے متعلق بھی میانہ روی سے کام لینا۔میرے جنازے کے ساتھ کسی عورت کو نہ لے کر جانا۔میری ایسی تعریف نہ بیان کرنا جو مجھ میں نہیں ہے کیونکہ اللہ مجھے زیادہ جانتا ہے اور جب تم مجھے لے جانے لگو تو چلنے میں جلدی کرنا۔اگر میرے لئے اللہ کے پاس خیر ہے تو تم مجھے اس چیز کی طرف بھیجتے ہو جو میرے لئے زیادہ بہتر ہے اور اگر اس کے سوا ہو تو تم اپنی گردن سے اس شر کو ٹال دو گے جو تم اٹھائے ہوئے ہو۔حضرت عمرؓ جب فوت ہونے لگے تو بار بار ان کی آنکھیں پُرنم ہو جاتیں اور کہتے خدایا میں کسی انعام کا مستحق نہیں ہوں میں تو صرف یہی چاہتا ہوں کہ سزا سے بچ جاؤں۔آپؓ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھائی اور آپ کو قبر میں اتارنے والوں میں حضرت عثمانؓ، سعید بن زیدؓ، حضرت علیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت طلحہؓ اور بعض دیگر جیّد صحابہ شامل تھے۔ بوقتِ وفات آپؓ کی عمر مختلف روایات میں ترپن سے لے کر پینسٹھ برس تک بیان کی گئی ہے۔حضرت عمرؓ نے مختلف وقتوں میں دس شادیاں کیں جن سے نَو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

حضورِ انور نے (1) صاحبزادی آصفہ مسعودہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب (2) مکرمہ کلارا آپا صاحبہ اہلیہ رولان سائن بائیف صاحب سابق امیر جماعت قزاقستان (3) مکرم ونگ کمانڈر عبدالرشید صاحب، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انہیں لیبیا کا پہلا امیر جماعت مقرر فرمایا تھا (4) مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ کریم احمد نعیم صاحب آف امریکہ اور (5) مکرم حفیظ احمد گھمن صاحب ان تمام مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

فرمودہ 29 اکتوبر 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یو کے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایمان افروز تذکرہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن دس افراد کو جنت کی بشارت عطا فرمائی تھی ان میں حضرت عمرؓ کے علاوہ ابوبکرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمٰنؓ بن عوف، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن زید اور ابوعبیدہ بن جراحؓ شامل ہیں۔ حضرت ابوموسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا کہ وہاں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق میں نے اُنہیں جنت کی بشارت دی جس پر اُنہوں نے الحمد للہ کہا۔ لیکن حضرت عثمانؓ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جنت کی بشارت دو باوجود ایک مصیبت کے جو اسے پہنچے گی۔ حضرت عثمانؓ نے بھی الحمد للہ کہا۔ پھر کہا مصیبت سے محفوظ رہنے کے لیے اللہ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ انبیاء اور مرسلین کے علاوہ جنت کے اوّلین اور آخرین کے تمام بڑی عمر کے لوگوں کے سردار ہیں، عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن خطابؓ ہوتے، میری امت میں سے کوئی محدث ہے تو وہ عمر بن خطابؓ ہیں۔ محدث وہ ہیں جن کو کثرت سے الہام اور کشوف ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض وحییں حضرت عمرؓ کی موافقت کی وجہ سے ہوئیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز گاہ بنالیں، تو آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰھٖمَ مُصَلًّى۔ نازل ہوئی اور میں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ اپنی بیویوں کو پردہ کرنے کا حکم دیں کیونکہ ان سے بھلے بھی اور برے بھی باتیں کرتے ہیں تو پردے کی آیت نازل ہوئی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے بوجہ غیرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایکا کیا تو حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے ان بیویوں کو جن میں ان کی بیٹی بھی تھی کہا کہ اگر تمہیں آنحضرت ﷺ طلاق دے دیں تو مجھے امید ہے کہ ان کا رب تم سے بہتر بیویاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلہ میں دے گا۔ اس پر آیت نازل ہوئی۔ صحیح مسلم میں حضرت عمرؓ کا منافقین کا جنازہ نہ پڑھنے کے بارے میں وحی قرآنی سے موافقت کا ذکر ملتا ہے۔ شراب کی حرمت کے بارے میں حضرت عمرؓ کی وحی قرآنی سے موافقت کا ذکر سنن ترمذی میں ملتا ہے۔ صحاح ستہ میں مذکور ان موافقات کے علاوہ بھی سیرت نگاروں نے متعدد موافقات کا ذکر کیا ہے چنانچہ علامہ سیوطی نے بیس کے قریب موافقات کا ذکر کیا ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کس طرح کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ یعنی حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے اور حضرت عمرؓ کے ایک اونٹ پر سوار تھے جو منہ زور تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے آگے بڑھ جاتا تھا اور ان کے والد حضرت عمرؓ انہیں کہتے تھے کہ عبد اللہ! نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے کسی کو بھی نہیں بڑھنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اپنے نفس کو تولو قبل اس کے کہ تمہیں تولا جائے اور سب سے بڑھ کر بڑی پیشی کے لیے تیاری کرو۔۔ حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو اس وقت دیکھا جب آپؓ امیر المومنین تھے کہ آپؓ کے کندھوں کے درمیان قمیص میں چار چمڑے کے پیوند دیکھے۔

حضور انور نے آخر میں مکرم ڈاکٹر تاثیر مجتبیٰ صاحب (فضل عمر ہسپتال) ربوہ کی وفات پر ان کا ذکرِ خیر فرماتے ہوئے اُن کی جماعتی خدمات کا بھی تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ اُن کا نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

❁❁❁

جلسہ سالانہ
حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت

توصیف احمد بٹ مربی سلسلہ نظارت نشرو اشاعت قادیان

حکیم وخبیر خدا نے کائنات کو بہت حکمت کے ساتھ تخلیق کیا۔ ہر ایک چیز کو مناسبِ حال پیدا کر کے اس کی دیر پا زندگی کے سامان مہیا کئے۔ دریاؤں کو رَواں دَواں کیا جو کبھی پتھریلی راہوں سے اور کبھی ہموار اور تنگ راستوں سے گزرتے ہوئے ایک وسیع وعریض سمندر میں جا کر اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر یہاں سے ایک مدت تک نظامِ قدرت کے تحت مفید بادلوں کی صورت میں دوبارہ لوٹ جاتے ہیں اور پیاسے کھلیانوں، بیابانوں اور بنجر زمینوں پر برستے ہیں تو اُن کو لہلہاتے کھیت اور گل وگلزار میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ ہر سال یہ نظارہ چشمِ فلک دیکھتی ہے۔ خدائے حکیم کی قدرت کے ان نظاروں میں بہت سی حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں جو زندگی کی ضامن ہوتی ہیں۔ بالکل اسی طرح ہمارا جلسہ سالانہ بھی اپنے اندر بہت سی حکمتیں رکھتا ہے جس کی ابتدا الٰہی اشاروں اور بشارتوں کے تحت ہوئی تھی جو اپنے اندر اَن گنت برکات اور فوائد سمیٹے ہوئے ہے۔

ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی جگہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے بابرکت تذکرہ کے لئے کوئی مجلس منعقد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس مجلس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس بابرکت مجلس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ایسی مجلس میں شامل ہونے والے سب لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی برکتوں سے بھر پور حصہ پاتے ہیں حتی کہ اتفاقاً اس مجلس میں آکر بیٹھ جانے والا بھی اس نیک مجلس کی برکتوں سے محروم نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ عالمگیر کو جلسہ سالانہ کی صورت میں اس نوعیت کی بہت ہی بابرکت اور پاکیزہ مجالس عطا فرمائی ہیں جو ہر سال جماعت کے مرکز میں اور اکناف عالم میں پھیلی ہوئی جماعتوں میں منعقد ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اذن الٰہی سے ۱۸۹۱ء میں جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور بار بار اس کی عظمت اور برکت کا اپنی تحریرات میں ذکر فرمایا۔ ایک موقع پر فرمایا:

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے‘‘۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں کا ایک نشان ہے۔ جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار ہے۔ عشاق اسلام کا ایک عظیم عالمگیر روحانی اجتماع ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔ ہر سال بڑی بے تابی سے ہر مرد وزن کو اس کا انتظار رہتا ہے۔ اسکی برکتوں سے جھولیاں بھرنے کے بعد اگلے جلسہ سالانہ کا انتظار شروع ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے افرادِ جماعت کی تعلیم وتربیت، پاک تبدیلی اور تزکیہ نفس کی خاطر جو مختلف ذرائع

استعمال فرمائے اُن میں سے ایک بڑا اور اہم ذریعہ جلسہ سالانہ کا انعقاد تھا۔ وہ جلسہ جس کی بنیاد حضرت اقدسؑ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر رکھی اور اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے بدرگاہِ ارحم الراحمین قبولیت اور پاک تبدیلی کی دعا کی۔ وہ جلسہ جس کے متعلق فرمایا کہ اس کے روحانی فوائد اور منافع ان شاء اللہ وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔ جس جلسہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی اور جس جلسہ کے ذریعہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگوں کے قبولیتِ اسلام کی پیشگوئی فرمائی۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ وہ جلسہ اس پاک مسیح اور معہود مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچویں موعود خلیفہ کے مبارک دور میں داخل ہو چکا ہے اور 75 افراد کا وہ قافلہ سینکڑوں، ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد کو عبور کرتا ہوا اب سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عہد بابرکات میں ایم ٹی اے کے ذریعہ کروڑوں کے لشکر میں تبدیل ہو چکا ہے جس کا ہر قدم بلاشبہ مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کا مصداق بن چکا ہے کہ ”ہم تو ہر دم چڑھ رہے ہیں اِک بلندی کی طرف“۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام خدائی نوشتوں اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق عین چودھویں صدی کے سر پر امت مسلمہ اور دیگر ادیان کی راہنمائی اور ان پر حقیقی رنگ میں صداقت اسلام اور صداقت قرآن ظاہر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہندوستان کے ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں پیدا ہوئے یہیں پلے بڑھے اور یہیں پر خدا تعالیٰ نے آپ کو اس زمانے کا امام اور مسیح مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم میں درج ہے کہ 1884ء میں آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یعنی تیرے پاس دور دراز سے لوگ آوینگے اور تیری امداد کے لئے تجھے دور دراز سے سامان پہنچیں گے حتی کہ لوگوں کی امداد اور اموال وسامان کے آنے سے قادیان کے راستے گھس گھس کر گہرے ہو جائیں گے۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں ان الہامات کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ” یہ الہام اس وقت کا ہے جب کہ قادیان میں کسی کی آمد و رفت نہیں تھی اور قادیان کے دور افتادہ گاؤں دنیا کی نظروں سے بالکل مجوبُ مستور تھا۔“ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 31)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف ذرا بھی نظر نہ تھی میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

مندرجہ بالا الہامات کے علاوہ بھی کچھ اور الہامات ہیں جن کا تذکرہ ناگزیر ہے کیونکہ مضمون کو سمجھنے کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ کن حالات میں یہ الہامات ہوئے اور پھر کس طرح خدا تعالیٰ نے مدد فرمائی۔ چنانچہ 1880ء میں الہام ہوا۔

”خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بُلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابُود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا۔“ (تذکرہ انگریزی صفحہ 179)

ان الہامات کو درج کرنے سے مطلب صرف یہ ہے کہ قارئین کو پتہ لگ جائے کہ کن حالات میں حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا۔ اور اس وقت آپ کو کوئی جانتا نہ تھا۔ قادیان سے کوئی واقف نہ تھا نہ ہی کوئی ذرائع میسر تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اس وقت فرما دیا تھا کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے تیرا نام اور عزت دنیا کے کناروں تک پہنچے گی لوگوں کے دلوں میں تیری محبت ڈالی جائے گی اور دشمن اپنے سارے

منصوبوں میں ہمیشہ ناکام و نامراد رہیں گے اور یہی آپ کی صداقت کا ثبوت ہوگا۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جب سلسلہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔تو اس کا مقصد یہ بیان فرمایا کہ

”تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 302)

جلسہ سالانہ کی بنیاد:

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب میں بار بار اپنے آنے کے مقاصد بشرح وتفصیل بیان کئے ہیں اور جب تک کوئی شخص ماننے والا آپ کی صحبت میں آکر نہ رہے تو وہ مقاصد پورے نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کریم نے یہی فارمولا بیان فرمایا ہے کہ اگر تزکیہ نفس چاہتے ہو تو صحبت صالحین اختیار کرو۔ کونوا مع الصادقین سے ہی انسان فائدہ اٹھا سکتا ہے چنانچہ اس غرض کے لیے بانی سلسلہ احمدیہ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اور اپنے ایک اشتہار میں احباب کو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی یوں ترغیب اور تحریص دلائی آپؑ فرماتے ہیں۔

”لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں...... حتیٰ الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعاؤں میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں......اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقّت سرمایہ سفر میسر آجائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 303)

7 دسمبر 1892ء کے اشتہار میں حضرت مسیح موعود جلسہ کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ:” اس جلسہ کے اغراض میں بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے......ان کی معرفت ترقی پذیر ہو...... ماسوا اس کے جلسہ میں یہ ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے لئے طیار ہو رہے ہیں...... سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونے والی ہے۔خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص340)

پہلا جلسہ سالانہ اور اس کے بعد ترقیات کا آغاز:

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں جماعت احمدیہ کے پہلے جلسہ سالانہ کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں: ”سلسلہ احمدیہ کے مرکز قادیان میں جماعت احمدیہ کا ایک سالانہ اجتماع دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوا کرتا ہے۔اس کا آغاز 1891ء میں ہوا تھا جبکہ اس میں 75 اصحاب شریک ہوئے۔مگر اس اجتماع کا باقاعدہ اجراء 1892ء میں ہوا جب کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ میں 327 اصحاب شریک ہوئے۔اس کے بعد یہ جلسہ سوائے ایک دو ناغوں کے ہر سال جاری رہا اور اس میں شامل ہونے والوں کی تعداد سال بسال بڑھتی گئی حتیٰ کہ آجکل جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد پچیس تیس ہزار کے قریب ہوتی ہے (یہ بات 1939ء کی ہے ناقل) جو ملک کے مختلف حصوں سے آتے ہیں۔ اس سے جماعت کی نسبتی ترقی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔یہ جلسہ مذہبی عبادت کا رنگ نہیں رکھتا مگر اس نے جماعت کی تبلیغی اور تربیتی اور تنظیمی اغراض کے پورا کرنے میں بہت بھاری حصہ لیا ہے۔اس سالانہ اجتماع میں بعض غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب بھی شریک ہوتے ہیں جو عموماً بہت اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔“ (سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 44)

اس سے ظاہر ہے کہ 1891ء میں ہندوستان کی کروڑوں کی آبادی میں سے صرف 75 افراد کو یہ توفیق ملی کہ وہ حضرت بانی سلسلہ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ سے روحانی فیض حاصل کریں اور مخالف لوگوں نے

اس جلسہ کے بعد اپنی مہم تیز تر کر دی اور مشکل حالات پیدا کر دیئے کہ کسی طرح بھی یہ جلسہ آئندہ نہ ہو سکے اور ادھر جلسہ کے انعقاد کے لئے جس قدر وسیع اخراجات کی ضرورت تھی وہ بھی اس وقت مالی حالات کی وجہ سے ممکن نہ تھا۔

تاریخ احمدیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ 1956ء کے جلسہ سالانہ میں 60 ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے تھے۔ کیا یہ صداقت مسیح موعود کا منہ بولتا ثبوت نہیں کہ ہر طرف مخالفت کا طوفان۔ کوئی بھی ایسی بات سامنے نہیں آتی کہ جس سے جلسوں کا انعقاد ممکن ہو سکتا تھا۔ نہ اقتصادی لحاظ سے نہ مالی لحاظ سے، نہ عددی لحاظ سے۔ مگر 75 سے شروع ہونے والا یہ قافلہ 1956ء میں 60 ہزار کی تعداد تک جا پہنچا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’سالانہ جلسہ خدا تعالیٰ کا نشان ہے اور خدا کی طرف سے ہمارے سلسلہ کی ترقی کے سامانوں میں سے ایک سامان ہے، جس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ جو غیر احمدی دوست جلسہ پر آتے ہیں ان میں سے اکثر بیعت کر کے ہی واپس جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ سے کچھ ایسی برکات وابستہ ہیں کہ جو لوگ اسے دیکھتے ہیں وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے‘‘۔ (خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 195)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’یہ جلسہ جیسا کہ میں پہلے بھی متعدد بار بیان کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ قادیان وہ مقام ہے کہ ایک دن اس طرف کوئی رُخ بھی نہیں کرتا تھا۔ کئی لوگ اِس قسم کے تھے جو قادیان اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام سُن کر بڑی بڑی دُور سے قادیان پہنچنے کی خواہش سے روانہ ہوتے تھے مگر بٹالہ یا امرتسر پہنچ کر واپس ہو جاتے تھے کیونکہ انہیں بتایا جاتا تھا کہ قادیان میں بہت بڑا دجّالی فتنہ ہے۔ کئی آدمی ہماری جماعت میں آج بھی ایسے موجود ہیں جو کفِ افسوس مل رہے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں قادیان کیوں نہ آئے وہ بٹالہ یا امرتسر سے محض اس لئے لَوٹ گئے کہ دشمنوں نے ان سے بعض ایسی باتیں کہیں جنہیں سن کر انہوں نے قادیان آنا پسند نہ کیا۔ اگر وہ اُس وقت پہنچ جاتے تو صحابہ میں داخل ہو جاتے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اخلاص کو دیکھ کر احمدیت میں تو داخل کر دیا مگر صحابیت سے محروم رہ گئے۔...

پس یہ بھی ایک نشان ہے جو جلسہ کے دنوں میں نظر آتا ہے کہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں یہاں جمع ہوتے ہیں جس کا کبھی وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا اور پھر یہ نشان بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنہیں جاہل سمجھا جاتا تھا اس چشمہ سے اِس شوق سے پیتے ہیں کہ دوسری قوموں کے پیاسے بھی اس طرح نہیں پی سکتے۔

قادیان کے رہنے والوں کو خدا تعالیٰ نے اس دار کی حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے جس کی برکت کے لئے وہ لوگوں کو جمع کر کے یہاں لاتا ہے۔ پس یہاں کی جماعت کے احباب کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اِس آنے والے دن کے لئے تیاری کریں۔ مکانوں والے مہمانوں کے لئے اپنے مکان دیں اور اس کے علاوہ اپنے اجسام اور اوقات بھی خدمت کے لئے پیش کریں۔ اور جو منتظمین ہیں انہیں میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے متواتر کہا ہے کارکنوں کو کام سے پہلے مشق کرائیں۔‘‘

(خطباتِ محمود جلد 12 صفحہ 509 تا 513)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’دنیا کا تمام کارخانہ تعاون کے ساتھ چل رہا ہے۔ اگر تعاون نہ ہو تو تمام کارخانہ بگڑ جاتا ہے اور تعاون کا بہترین ذریعہ آپس کے تعلقات ہیں جو جلسہ کی تقریب پر بھی پیدا ہوتے ہیں۔ جلسہ کے فوائد میں سے بہت بڑا فائدہ تعلقات کا پیدا ہونا ہے۔ ان کے ذریعہ سے تعاون اور ترقی کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ گویا سال بھر کے لئے ترقی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جلسہ کی وجہ سے ہر سال نئے آدمیوں سے واقفیت ہوتی ہے اور تعلقات قائم ہوتے ہیں اور اس طرح سلسلہ کی ترقی کے لئے وہ مدد اور سہولتیں میسر ہو جاتی ہیں جو اس کے بغیر بہت سے خرچ کرنے سے بھی میسر نہیں ہو سکتیں۔ لوگ تو تعلقات قائم کرنے کے لئے خود سفر کرتے اور دوسروں کے پاس پہنچتے ہیں لیکن یہاں تو اللہ تعالیٰ خود ہمارے گھر پر لوگوں کو کھینچ کھینچ کر لاتا ہے اور بیٹھے بٹھائے ہمیں دوستوں کے حالات سے واقفیت بہم پہنچتی ہے اور تعلقات کے ذریعے ہمارے لئے کام کرنے

کے رستے کھل جاتے ہیں اور کاموں میں سہولتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔‘‘

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 288۔287)

جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا عظیم نشان

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

’’جلسہ سالانہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے جو ہر سال ہمیں یہ بتاتا ہے کہ دیکھو خدا کی راستباز جماعت کس طرح اُٹھتی اور کامیاب ہوتی ہے اور اس کے مخالف کس طرح ناکام اور نامراد رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قادیان میں ہر وقت ہی جلسہ ہوتا ہے اور ہر وقت ہی لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر یہاں کچھ ہندوستان کے، کچھ پنجاب کے، کچھ افغانستان کے، کچھ بنگال کے، کچھ یورپ کے، کچھ عرب وغیرہ کے لوگ رہتے ہیں جو ہماری صداقت کی دلیل ہیں لیکن سالانہ اجتماع سے اس کے علاوہ اور بھی بہت سے نتائج حاصل ہوتے ہیں اور وہ یہ کہ جو کوئی خدا کے لئے کھڑا ہوتا ہے خدا اسے ضائع نہیں ہونے دیتا۔‘‘ (خطبات محمود جلد 4 صفحہ 540)

حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ کے بارے میں جو اشتہار دیا تھا کہ اس میں حقائق و معارف سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں چنانچہ اس صداقت کی گواہی ہر جلسہ کے موقع پر ہوتی جا رہی ہے ایک غیر از جماعت نے حضرت مصلح موعودؓ کی جلسہ کی تقریر سن کر یہ لکھا۔

’’جس وقت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کو سٹیج پر تقریر کرتے سنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بحر ذخار ہے جس میں سے موتی و گہر ابل ابل کر نکل رہے تھے جناب کی تقریر دلپذیر کچھ ایسی مضبوط اور جامع تھی کہ اس کا ہر پہلو ایک بڑے سے بڑے پر مغز لیکچرار کو بھی کوئیں جھکا رہا تھا صاف اور سادی اتنی کے ہر جاھل اور عالم اس سے مستفید ہو رہا ہے کہا جاتا ہے کہ دوران تقریر میں احمدی محمد رسول اللہؐ کا ذکر کم لیکن مرزا صاحب کا ذکر بہت کرتے ہیں مگر اس کے خلیفہ کی یہ حالت تھی کہ نبی کریمؐ کا نام پاک آتا وہ مجسمہ رقت بن جاتا اور جہاں حضرت مرزا صاحب کا نام لینا ہوتا تو وہاں رسول کریمؐ کے غلام سے موسوم کیا جاتا تقریر قصہ کہانیاں نہیں بلکہ وہ مفید عالم باتیں تھیں جن پر واقعی آج اسلام کی زندگی کا سوال ہے پھر معارف القرآن وہ جن سے روح زندہ ہو۔‘‘ (روزنامہ الفضل 24 دسمبر 1956ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے وقت 1983ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں ایک محتاط اندازے کے مطابق حاضری دو لاکھ پچھتر ہزار سے متجاوز تھی۔ قارئین کرام! آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ جلسہ جو صرف 75 نفوس سے شروع ہوا آج اسکی شاخیں قادیان اور ربوہ سے نکل کر تمام دنیا میں پھیل گئی ہیں 75 نفوس سے دو لاکھ 75 ہزار تک پہنچ گئی پھر حکومت کی طرف سے جلسہ کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے اس کے بعد سے ربوہ میں آج تک جلسہ منعقد نہیں ہو سکا خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں جلسہ جاری ہے اور اس کے علاوہ اب دنیا کے قریباً ہر ملک میں جلسہ منعقد ہو رہا ہے کیا امریکہ، کیا ہندوستان، کیا بنگلہ دیش، مغربی افریقہ کے ممالک، مشرقی افریقہ کے ممالک، آسٹریلیا، فجی، آئرلینڈ، ماریشس، جاپان، فن لینڈ، برطانیہ، جرمنی، ڈنمارک، مغربی ممالک، مشرق اوسط کے ممالک اور کینیڈا وغیرہ ممالک میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر سال اپنے اپنے حالات کے مطابق جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ کیا یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ بانی سلسلہ کی صداقت کا نشان نہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو اس کو بدعت سمجھتے تھے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانا چاہتے تھے اور کہتے تھے کہ احمدیت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کے کھانے کے دن

2008ء میں جب خلافت احمدیہ کی سوسالہ جوبلی خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ منائی گئی تو ہمارے پیارے اور محبوب امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ دیگر ممالک کے جلسوں میں شمولیت کے لیے بنفس نفیس تشریف لے گئے ان میں سے ایک ملک گھانا مغربی افریقہ تھا وہاں جلسہ میں ایک لاکھ سے زائد کا مجمع تھا جماعت امریکہ کی طرف سے ایک وفد بھی اس جلسہ میں شامل ہوا تھا۔

جیسا کہ خاکسار نے لکھا ہے کہ جلسہ سالانہ صداقت مسیح موعودؑ کا ایک چمکتا

ہوا ثبوت ہے اس وقت برطانیہ میں خلافت احمدیہ کی موجودگی کی وجہ سے جلسہ مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس سے قبل یہاں بھی چند سو اس جلسہ میں حاضر ہوتے تھے لیکن 2019ء میں برطانیہ کے جلسہ سالانہ کی حاضری 39ہزار 829 جس میں 115 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام یہ تھا:

''میں تجھے دنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا''

پھر آپ کو ایک الہام انگریزی میں یہ بھی ہوا تھا I shall give you a large party of Islam ایک وقت تھا کہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لیے پیسے بھی نہ تھے۔ آج یہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں جلسہ سالانہ کے وقت لاکھوں ڈالر اور لاکھوں پاؤنڈ خرچ کیے جا رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ صداقت کا ثبوت نہیں ہے؟

2019ء کے دو جلسوں میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شامل ہوئے اور آپ نے اپنے خطبات میں ان جلسوں پر حاضر ہونے والے غیر از جماعت احباب کے تاثرات بیان فرمائے جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔ حضور نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 جولائی 2019ء میں جرمنی کے جلسہ میں شمولیت کے بعد فرمایا: '' جلسہ میں شامل ہونے والے سینکڑوں غیر از جماعت اور غیر مسلم مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ایک غیر معمولی ماحول اور اثر دیکھنے میں آیا ہے اپنے تو اظہار کرتے ہی ہیں لیکن کس طرح تمام کارکن، بچے، بچیاں تک کام کرتے ہیں اور کس طرح اتنی بڑی تعداد میں لوگ بغیر کسی جھگڑے اور فساد کے رہتے ہیں یہ غیروں کے نزدیک ایک عجیب غیر معمولی چیز ہے بلکہ بعض نے تو یہ اظہار کیا ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے۔ پس ہمارا جلسہ علاوہ ہماری اپنی تربیت کے تبلیغ کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے۔''

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اسی نے ثریا بنا دیا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدے پورے فرمائے قوموں نے برکت حاصل کی۔ اور کر رہی ہیں۔ جلسہ سالانہ کی جو بنیاد آپ نے ڈالی تھی وہ قادیان کی بستی سے نکل اب ساری دنیا میں پھیل چکی ہے جس کی مختصر جھلک خاکسار نے اس مضمون میں لکھی ہے۔ ہم تو یہی کہتے ہیں کہ

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آخر پر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دو اقتباسات رکھتا ہوں آپ فرماتے ہیں:

''میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مُشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں۔ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''ہر یک صاحب جو اِس لِلّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دُور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے

مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتامِ سفر اُن کے بعد اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذُوالمَجدِ وَالعَطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 342)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جلسہ سالانہ کے عظیم الشان مقاصد کے حصول کی توفیق عطا کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خواہشات پورا کرنے اور خلفاء احمدیت کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے تا کہ ہم جلسہ سالانہ سے وابستہ روحانی و جسمانی برکات سے متمتع ہو سکیں۔ آمین

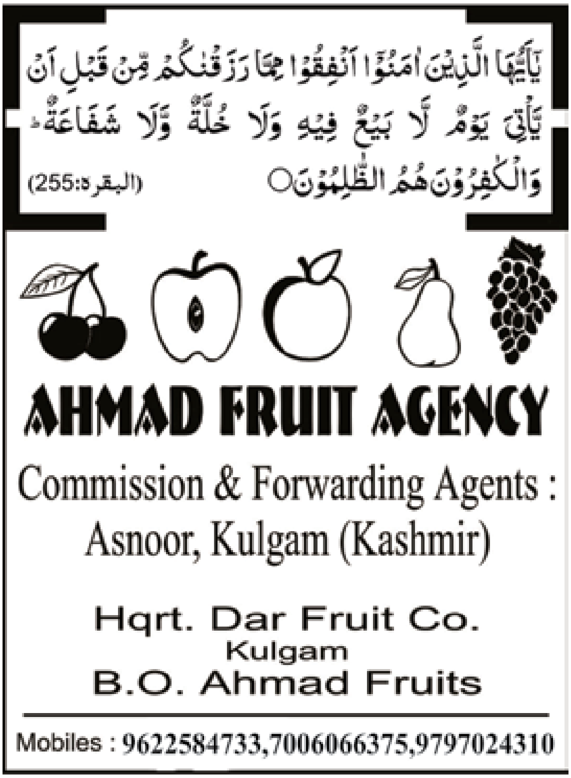

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172

V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

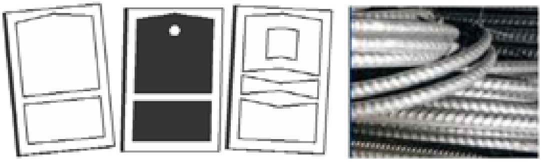

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
#51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS

&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

M.OMER . 7829780232
ZAHED . 6363220415

AL-BADAR

STEEL & ROLLING SHUTTERS

ALL KINDS OF IRON STEEL
- SHUTTER PATTI, GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL .
HATTIKUNI ROAD YADGIR

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164

Feroz Ahmad
8050185504
8197649300

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

MUBARAK

TENT HOUSE & PUBLICITY

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Prop. Asif Mustafa

CARE SERVICING & GARAGE
CARE TRAVELLING

Servicing of all type of vehicles
(2, 3 & 4 Wheelers)

RAMSAR CHOWK, BHAGALPUR-2

* Washing * Polish * Greasing * Chasis Paint

Contact for : Car Booking for Marriage & Travailing.
(Tata Victa A.C., Scorpio Grand, Bolero and all types of Vehicle available)
Mob. : 9431422476, 9973370403

مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے

عطاء المغنی صاحب مربی سلسلہ نظارت نشر و اشاعت قادیان

مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جس کا ذکر خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کے ذکر میں فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ اور یقینا ابراہیم کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے خوشخبری لے کر آئے۔ انہوں نے سلام کہا، اس نے بھی سلام کہا اور ذرا دیر نہ کی کہ ان کے پاس ایک بُھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ (ھود:70)

حب ہم اس وصف کے بارہ میں احادیث نبویہ پر نظر کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف حدیث 173)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے تین باتیں آپ ﷺ نے بیان فرمائیں کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار... حدیث نمبر 47)

ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک یہ اخلاقی قوت اس میں نشوونما نہیں پاتی۔ اکرام ضیف میں بہت سی باتیں داخل ہیں یا یہ کہو کہ اس کے مختلف اجزاء ہیں۔ اس کے حقوق کی رعایت کرنا، مرحبا کہنا، نرمی کرنا، اظہار بشاشت کرنا، حسب طاقت کھانا وغیرہ کھلانا اور اس کے آرام میں ایثار سے کام لینا اور جب وہ روانہ ہو تو اس کی مشایعت کرنا۔

چلئے اب ہم اس وصف میں اپنے پیارے آقا اسوۂ انسان کامل حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا خوبصورت نمونہ ملاحظہ فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو غیر معمولی خوبیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نظر آئیں اور جن کا ذکر حضرت خدیجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی کے بعد آپ کی گھبراہٹ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور عرض کیا کہ ان خوبیوں کے حامل کو خداتعالیٰ ضائع نہیں کرسکتا۔ ان میں سے ایک خوبی یہ بھی بیان کی کہ خداتعالیٰ کس طرح آپ کو ضائع کرسکتا ہے (جبکہ) آپ میں تو مہمان نوازی کا وصف بھی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔

(بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی... حدیث نمبر 3)

آپ ﷺ کی غیروں کے ساتھ مہمان نوازی کے معیار کا وہ مقام تھا اور بلند حوصلگی کا ایک ایسا معیار کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے، حیران رہ جاتا ہے۔ اس کی مثال ہم دیکھتے ہیں جب ایک غیر مسلم مہمان بن کے آتا ہے۔ آپ اس کی خاطر مدارات بھی کرتے ہیں اور صبح اٹھ کر جاتے ہوئے وہ بستر گندہ کر کے چلا جاتا ہے تو آپ خود اسے دھوتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم عرض

کرتے ہیں کہ ہمیں بھی خدمت کا موقع دیں۔ ہم حاضر ہیں۔ حضور کیوں تکلیف کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ وہ میرا مہمان تھا اس لئے میں ہی اس کا گند دھوؤں گا۔

(مثنوی مولوی معنوی دفتر پنجم صفحہ 20 تا 24 مترجم قاضی سجاد حسین الفیصل ناشران لاہور 2006ء)

پس یہ وہ اعلیٰ ترین اُسوہ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب زیادہ مہمان آتے تھے تو صحابہ میں بانٹ دیا کرتے تھے اور پھر مہمانوں سے پوچھا بھی کرتے تھے کہ کیا تمہارے بھائیوں نے تمہاری مہمان نوازی اچھے طور پر کی اور پھر صحابہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ تھے، آپؐ سے فیض پانے والے تھے وہ ایسی مہمان نوازی کرتے تھے کہ مہمان جواب دیا کرتے تھے کہ ہمیں ہمارے میز بانوں نے اپنے سے بہتر رکھا اور اپنے سے بہتر کھلایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 357 حدیث 15644)

ایک مرتبہ ایک مہمان دربار نبوی میں آیا۔ چونکہ اس وقت کے لحاظ سے ایک شخص کی مہمان نوازی بھی آسان نہ تھی۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو تحریک فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحم کی امید پر اپنے گھر میں موجود سامان خور ونوش کا جائزہ لیے بغیر حضرت ابوطلحہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ میں اس مہمان کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا ہوں۔ چنانچہ اسے ساتھ لے گئے۔ گھر پہنچے تو بیوی سے معلوم ہوا کہ کھانے کو کچھ نہیں۔ صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کے لیے بمشکل کفالت کر سکے گا۔

لیکن بیوی کی طرف سے مایوس کن اطلاع کے باوجود انہیں کوئی تشویش نہ ہوئی۔ اور جذبہ مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ نے بیوی سے کہا کہ زیادہ فکر تو بچوں کی ہی ہے لیکن ان کو پیار دلاسا دے کر بھوکا ہی سلادو۔ لیکن ایک مشکل ابھی باقی تھی اور وہ یہ کہ اس وقت کے رسم و رواج کے مطابق مہمان گھر والوں کو ساتھ شریک کرنے پر اصرار کریگا۔ کیونکہ اس وقت تک پردہ کے احکام ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ اور اسکا حل یہ سوچا گیا کہ جب میاں بیوی مہمان کے ساتھ کھانے پر بیٹھیں تو بیوی روشنی ٹھیک کرنے کے بہانہ سے چراغ گل کر دے اور پھر دونوں ساتھ بیٹھ کر یونہی منہ مارتے رہیں۔ کہ گویا کھانا کھا رہے ہیں۔ لیکن دراصل کچھ نہ کھائیں اور اس طرح مہمان سیر ہو کر کھانا کھالے۔

چنانچہ اس ایثار پیشہ خاندان نے ایسا ہی کیا۔ بچوں کو فاقہ سے بہلا کر سلا دیا گیا۔ بیوی نے روشنی بجھا دی اور میاں بیوی ساتھ بیٹھ کر یونہی مچاکے مارتے رہے کہ گویا بڑے مزے سے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح گھر کے سب لوگ تو فاقہ سے رہے اور مہمان نے سیر ہو کر کھانا کھالیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ رسول کریم ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کی خبر یوں دی:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ (سورۃ الحشر: ۱۰)

چنانچہ صبح ہوئی تو آپ نے حضرت ابوطلحہ کو بلایا اور ہنستے ہوئے فرمایا کہ رات تم نے مہمان کے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا کیا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تم نے کیا اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ عرش پر ہنسا اور اس لیے میں بھی ہنسا ہوں۔

صحابہ کی مہمان نوازی صرف مہمانوں تک ہی محدود نہ تھی بلکہ دشمن بھی اس سے محروم نہ تھے۔ یہاں تک کہ جنگ کے قیدیوں سے بھی یہی سلوک تھا۔ چنانچہ ایک شخص ابوعزیز بن عمیر جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے بیان کرتے ہیں کہ انصار مجھے تو پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور خود کھجوریں وغیرہ کھاکر گزارہ کر لیتے تھے۔ اور کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ اگر ان کے پاس روٹی کا کوئی چھوٹا سا ٹکڑا بھی ہوتا تو وہ مجھے دے دیتے اور خود نہ کھاتے تھے اور اگر میں تامل کرتا تو اصرار کے ساتھ کھلاتے تھے۔

اکرام ضیف انبیاء علیہم السلام کی سنت میں داخل ہے اور حقیقت میں یہ خلق کامل طور پر ان میں ہی پایا جاتا ہے۔ اور پھر اس کا کامل ترین نمونہ

آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ اور آپ کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک مخلوق انکے پاس بغرض حصول ہدایت آتی ہے اور وہ حق پہنچانے کے لئے اپنے دل میں ایک جوش اور تڑپ رکھتے ہیں اور پھر سنت اللہ کے موافق ان کی مخالفت بھی شدید ہوتی ہے مگر ہر حالت میں وہ اپنے مہمانوں کے آرام اور خاطر مدارات میں کبھی فرق نہیں کرتے اور ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان کے مہمانوں کو آرام ملے۔

ایک مشہور واقعہ ہے، کئی دفعہ ہم نے سنا کہ دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے مہمان خانہ کے کارکنان کو کہا کہ ہمارے بستر یکّہ سے اتارو اور سامان لایا جائے، چارپائیاں بچھائی جائیں۔ تو لنگر خانہ کے ان ملازمین نے کہا کہ سامان اپنا خود اتاریں، چارپائیاں آپ کو مہیا ہو جائیں گی۔ اس بات پر دونوں مہمان بڑے ناراض ہوئے، رنجیدہ ہوئے اور فوراً اسی یکّہ میں بیٹھ کر، اسی ٹانگے میں بیٹھ کر واپسی کے لئے روانہ ہو گئے۔ تو منشی ظفر احمد صاحبؓ کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ بات جب مولوی عبد الکریم صاحب کو بتائی تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں کو جانے دو، ایسے جلد باز لوگوں کو روکنے کی کیا ضرورت ہے۔

لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپؑ بڑی جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل تھا تیزی سے یعنی تیز قدم چلتے ہوئے ان کے پیچھے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ کہتے ہیں مَیں بھی ساتھ تھا تو نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکّہ مل گیا اور حضور کو جب انہوں نے آتے دیکھا تو اس کو کھڑا کیا اور اس سے اتر گئے۔ حضور نے انہیں واپس چلنے کا فرمایا اور ساتھ بڑی معذرت کی کہ آپ کو بڑی تکلیف پہنچی ہے۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے تو حضور نے انہیں یکّہ پر سوار ہونے کے لئے فرمایا کہ مَیں ساتھ ساتھ پیدل چلتا ہوں آپ ٹانگے میں بیٹھ کر چلے جائیں۔ لیکن وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد جب مہمان خانے پہنچے تو حضور نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر جب یہ حالت دیکھی تو خدام نے فوری طور پر ان کا سامان اتارا، انتظام کیا۔

حضورؑ نے ان کے لئے دو نواڑی پلنگ منگوائے، ان کے بستر کروائے، ان سے کھانے وغیرہ کا پوچھا۔ اس علاقے کے لوگ زیادہ چاول کھانے والے تھے۔ جب تک کھانے کا انتظام نہیں ہو گیا وہیں تشریف رکھی۔ پھر (حضورؑ کا یہ معمول تھا کہ جتنے دن وہ وہاں ٹھہرے، روزانہ ایک گھنٹے کے قریب ان کے پاس آکر بیٹھتے تھے۔ ایک تقریب ہوتی تھی، تقریر وغیرہ فرماتے تھے) جس دن انہوں نے واپس جانا تھا صبح کا وقت تھا اس دن بھی حضور نے دو گلاس دودھ منگوا کر انہیں پلایا اور پھر نہر تک انہیں چھوڑنے بھی گئے۔ (سیرت المہدی حصہ چہارم غیر مطبوعہ روایت نمبر 1071 صفحہ 477 تا 479)

ایک عجیب واقعہ

حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ جب سے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں آنے لگے ہیں ان کو ایک خاص مذاق اور شوق رہا ہے کہ وہ اکثر باتیں حضرت کی نوٹ کر لیا کرتے اور دوستوں کو سنایا کرتے۔

انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اخلاق کا ذکر برادر منشی محمد عبد اللہ بوتالوی سے کیا اور منشی محمد عبد اللہ صاحب نے مجھے لکھ کر بھیجا جو میں نے ۲۱/اپریل ۱۹۱۸ء کے الحکم میں سیرت المہدی کا ایک ورق کے عنوان سے چھاپ دیا۔ اس میں اکرام ضیف کے عنوان کے نیچے یہ واقعہ درج ہے کہ: ”ایک مرتبہ ایک مہمان نے آکر کہا کہ میرے پاس بستر نہیں ہے۔ حضرت صاحب نے حافظ حامد علی صاحب کو (جو ۱۹۱۸ء میں مختصر سی دوکان قادیان میں کرتے تھے اور حضرت کے پرانے مخلص خادم تھے اور اب فوت ہو چکے ہیں اللھم ارحمہ) کہا کہ اس کو لحاف دے دو۔ حافظ حامد علی صاحب نے عرض کیا کہ یہ شخص لحاف لے جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس پر حضرت نے فرمایا:

”اگر لحاف لے جائے گا تو اس کا گناہ ہو گا اور اگر بغیر لحاف کے مر گیا تو ہمارا گناہ ہو گا“۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ وہ مہمان بظاہر کوئی ایسا آدمی نہ معلوم ہوتا تھا

جو کسی دینی غرض کے لئے آیا ہو بلکہ شکل وصورت سے مشتبہ پایا جاتا تھا مگر آپ نے اس کی مہمان نوازی میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اور اس کی آسائش و آرام کو اپنے آرام پر مقدم کیا۔

ایک مرتبہ بستروں کی کمی ہوگئی تو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا بستر بھی مہمانوں کو دے دیا بلکہ گھر کے سارے بستر دے دیے اور خود ساری رات بغیر بستر کے تکلیف میں گزاری لیکن کسی کو احساس نہیں ہونے دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 180 روایت نمبر 76 مطبوعہ ربوہ)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں 1901ء میں ہجرت کر کے قادیان آیا تو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ تھا، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے رہنے کے لئے جو کمرہ دیا وہ حضور کے اوپر والے مکان میں تھا، اس میں صرف دو چھوٹی چھوٹی چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ کہتے ہیں چند ماہ ہم وہاں رہے۔ ایک دن کا واقعہ وہ سناتے ہیں کہ یہ کمرہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر اور صحن سے اتنا قریب تھا کہ باتوں کی آواز آیا کرتی تھی۔ تو کہتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ بے انتہا مہمان آگئے پورا گھر بھی بھرا ہوا تھا، جو رہائش کی جگہیں تھیں وہ بھی بھری ہوئی تھیں۔ تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اکرام ضیف پر مہمان نوازی پر حضرت بی بی صاحبہ (حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو پرندوں کا ایک واقعہ سنایا تو کہتے ہیں کیونکہ مَیں بالکل ساتھ تھا اس لئے صاف آواز میں سن رہا تھا۔

فرمایا کہ دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی، رات اندھیر تھی، قریب کوئی بستی نہیں دکھائی دی وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ گیا اور اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا، گھونسلہ تھا، پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ (یہ ساری ایک حکایت ہے) کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانے کے نیچے آبیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ تو مادہ نے بھی اس سے اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کیا کہ ٹھنڈی رات ہے ہم اس کو گرمی کس طرح پہنچا سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اپنا تنکوں کا گھونسلہ (آشیانہ) توڑ کر نیچے پھینک دیتے ہیں اس کو آگ لگا کر یہ آگ سینکے گا؟ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب مسافر نے اس کو اٹھا کر کے آگ لگائی تو وہ آگ سینکنے لگا سردی کا موسم تھا۔ پھر ان پرندوں نے سوچا کہ اب اور مزید مہمان نوازی کیا کی جاسکتی ہے؟ اب ہمیں چاہئے کہ ان کے لئے کچھ کھانے کا انتظام کریں اور کھانے کے لئے ہمارے پاس کچھ ہے نہیں، تو یہی ایک قربانی ہم دے سکتے ہیں کہ خود اس آگ میں جا کر گر جائیں۔ چنانچہ وہ دونوں پرندے اس آگ میں گر گئے اور مہمان نے ان کو بھون کے کھالیا۔

تو یہ حکایت حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت اماں جان کو سنائی کہ مہمان نوازی کے لئے قربانی کے یہ معیار ہونے چاہئیں۔ مطلب یہ ہے کہ قربانی کرنی چاہئے، یہ نہیں کہ انسان اپنے آپ کو آگ میں ڈال لے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمان کو آرام دیا جائے۔ فرمایا: مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 406)

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ لنگر کے انچارج کو بلا کر کہا تھا کہ ”دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو“، سب مہمان تمہاری نظر میں ایک ہونے چاہئیں۔ ہر ایک کی اس طرح خدمت کرو، مہمان نوازی کرو، ”سردی کا موسم ہے تو چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو“۔ فرمایا کہ ”تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو“، جماعت اتنی پھیل گئی ہے کہ جو عہدیداران اور کارکنان ہیں ان پر ہی حسن ظن ہے کہ وہ نیک نیتی سے اپنے سارے کام بجالانے والے ہوں۔ ”ان سب کی خوب خدمت کرو، اور اگر کسی کے گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلے کا انتظام کردو“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 492۔ جدید ایڈیشن)

ایک واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک بہت شریف اور غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب جو پنڈی میں دکان کیا کرتے

تھے۔حضرت میاں صاحب کہتے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا۔ رات کو جب مَیں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گزر گئی تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سامنے کھڑے دیکھا۔آپ کے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضور کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ مگر حضور نے بڑی شفقت سے فرمایا۔ کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں۔آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔سبحان اللہ! کیا اخلاق ہیں۔ خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے خادموں تک کی خدمت میں کتنی لذت پا رہا ہے اور تکلیف اٹھا رہا ہے۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 69-70)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی سرور دوجہاں خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپ کے غلام صادق امام الزمان حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہودؑ اور ان کے اصحاب کرام کی اسوۂ حسنہ کی اتباع میں احسن رنگ میں مہمان نوازی کے خلق کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 22-2021ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 22-2021ء کیلئے از راہِ شفقت درج ذیل ممبران مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ممبران کیلئے یہ اعزاز مبارک کرے اور مقبول خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

عہدہ	نام
نائب صدر اوّل	سید عبد الہادی صاحب
نائب صدر دوم	سید زبیر احمد صاحب
نائب صدر (ساؤتھ انڈیا)	جمال محی الدین صاحب
نائب صدر (ایسٹ انڈیا)	محمد سفارت صاحب
معتمد	طارق احمد غنی صاحب
مہتمم خدمت خلق	ڈاکٹر عطاء الحفیظ عمران صاحب
مہتمم تعلیم	سید محی الدین صاحب
مہتمم تربیت	مبشر احمد خادم صاحب
ایڈیشنل مہتمم تربیت (رشتہ ناطہ)	انور احمد خان صاحب
مہتمم تربیت نومبائعین	فرحت احمد صاحب
مہتمم مال	نصر من اللہ صاحب
مہتمم عمومی	مصور احمد گجراتی صاحب
ایڈیشنل مہتمم عمومی	صادق احمد چیمہ صاحب
مہتمم صحت جسمانی	عطاء المؤمن صاحب
مہتمم وقار عمل	فلاح الدین غوری صاحب
مہتمم صنعت وتجارت	فاروق احمد غوری صاحب
مہتمم تحریک جدید	میاں انس احمد صاحب
مہتمم اطفال	قریشی محمد اسد اللہ صاحب
مہتمم مقامی	اطہر احمد شمیم صاحب
مہتمم تبلیغ	محمد نصر غوری صاحب
مہتمم تجنید	K منصور احمد صاحب
مہتمم اشاعت	شمیم احمد غوری صاحب
مہتمم امور طلباء	طیب احمد خادم صاحب
محاسب	نقیب احمد مبشر صاحب
معاون صدر (وقف نو)	محمد شریف کوثر صاحب
معاون صدر	نوید احمد فضل صاحب
معاون صدر	اسد فرحان صاحب
معاون صدر	فلاح الدین قمر صاحب
معاون صدر	این مبارک احمد صاحب

Love For All
Hatred For None
Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119
SUBAIDA
Traders
Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut
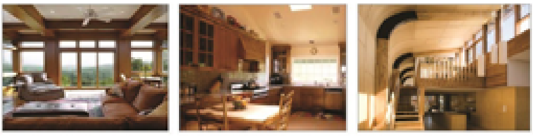
Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture
Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

پَور پَور گواہی دے گی

(ابو حمزہ)

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل

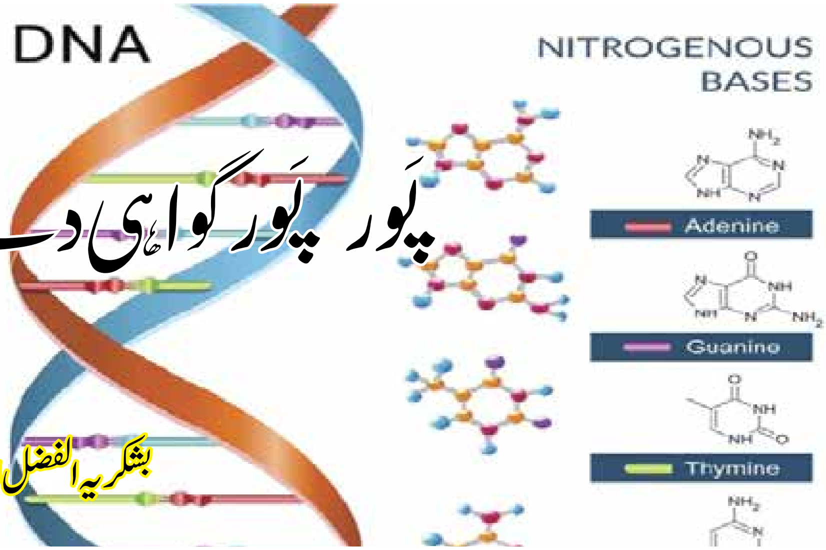

حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَیۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَ اَبۡصَارُهُمۡ وَ جُلُوۡدُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۱﴾ (حٰم سجدہ: 21)

یہاں تک کہ جب وہ اُس (آگ) تک پہنچیں گے اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے اُن کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کیسے کیسے عمل کیا کرتے تھے۔

قرآن کریم جابجا تنبیہ کرتا ہے کہ بروزِ حشر تمہارے لیے کوئی جائے مفر نہ ہوگا۔ ہر انسان کے سامنے اس کا نامہ اعمال ہوگا جس پر وہ خود اپنے خلاف ہی گواہ ہوگا۔ متعدد احادیث بھی اس امر کی توثیق کرتی ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں بیان ہوا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور فرمانے لگے، جانتے ہو میں کیوں ہنسا؟ ہم نے کہا اللہ ہی جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ قیامت کے دن اپنے رب سے جو حجت بازی کرے گا اس پر یہ کہے گا کہ اللہ کیا تو نے مجھے ظلم سے نہیں روکا تھا؟ اللہ فرمائے گا ''ہاں''۔ تو یہ کہے گا، بس آج جو گواہ میں سچا مانوں، اسی کی شہادت میرے بارے میں معتبر مانی جائے۔ اور وہ گواہ سوا میرے اور کوئی نہیں۔ اللہ فرمائے گا، ''اچھا یونہی سہی تو ہی اپنا گواہ رہ''، اب منہ پر مہر لگ جائے گی اور اعضاء سے سوال ہوگا تو وہ سارے عقدے کھول دیں گے۔ اس وقت بندہ کہے گا، تم غارت ہو جاؤ، تمہیں بربادی آئے تمہاری طرف سے ہی تو میں لڑ جھگڑ رہا تھا۔

(صحیح مسلم)

یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے جس نے ایسا اسلوب اختیار کیا ہے کہ مادی ترقی کے اس دور میں آج ہم ان رموز کو سمجھنے کے قابل ہوگئے ہیں جنہیں ماضی میں سمجھ پانا کافی مشکل تھا۔ قرآن بار بار غور و فکر و تدبر کی تلقین کرتا ہے اور مرورِ زمانہ اپنے معنی تدبر کرنے والوں پر عیاں کرتا ہے۔ یہ ایک بحرِ بیکراں ہے جس میں غوطہ زن ہونے والا بقدرِ فہم علم و حکمت کے خزانوں سے فیض پاتا ہے۔

قرآنی تعلیمات اوامر و نواہی سے پُر ہیں، اطاعت گزاروں، نیکوکاروں کو خوشخبریاں دیتا ہے اور سرکشوں کو خبردار کرتا ہے کہ تمہارے لیے کوئی جائے مفر نہیں خواہ تم کتنی بھی کوشش کر و تمہاری پور پور تمہارے خلاف خود گواہی دے گی۔ عام مشاہدہ ہے کہ انسان اپنے بچاؤ کی تدبیر میں ہر ممکن حد تک جاتا اور ہر حربہ استعمال کرتا ہے۔ سوائے متقی کے جو اپنی ناسپاسی کا معترف ہو اور اپنے معاصی کا اقرار کرلے۔ تو یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ عادی مجرم کیسے اپنے خلاف خود گواہ بن سکتا ہے؟

اس امر کی طرف توجہ تب پیدا ہوئی جب ایک دن موبائل کی اسکرین پر نوٹفکیشن جگمگایا۔ مجھے آگاہ کیا گیا کہ میں اس keyboard پر لکھنے کے

لیے پچاس ہزار بار اس کے بٹن دبا چکا ہوں جنہیں اس keyboard نے اپنی یادداشت (memory) میں محفوظ کرلیا ہے۔یہ پانچ ایم بی کا چھوٹا سا سافٹ ویئر سارا حساب کتاب رکھ رہا تھا۔یہی نہیں موبائل میں موجود دیگر تمام چھوٹی چھوٹی ایپلی کیشنز اور سافٹ ویئر موبائل کی تصاویر گیلری،فون کے کیمرہ، مائکروفون، تمام رابطہ نمبر سمیت ہر چیز ان چھوٹے چھوٹے سافٹ ویئر کی دسترس میں ہیں۔میرے تمام ای میل جو میں ٹائپ کر چکا ہوں، ان کے تمام پاس ورڈ، تمام بینکنگ ایپلی کیشن اور ان سے ہونے والی تمام ٹرانزیکشنز، میں کون کون سے الفاظ استعمال کرتا رہا ہوں، کس کس سے ان بکس میں کیا کیا باتیں کرچکا ہوں، کس کس جگہ پر گیا ہوں اور میں نے کیا کیا باتیں کی ہیں، اور کیا کچھ آن لائن خریدا ہے اور اپنے موبائل سے کیا کچھ سرچ کرچکا ہوں۔یہ بے وقعت سے چھوٹے سے سافٹ ویئر میرے موبائل پر ہونے والے ہر عمل کے گواہ ہیں اور مکمل حساب کتاب رکھتے ہیں۔

بعینہ ایسا ہی حساب کتاب رکھنے والا اور اس سے کئی گنا پیچیدہ سافٹ ویئر انسان کے اندر بھی ہے جسے ڈی این اے کہا جاتا ہے۔ڈی این اے یعنی ''ڈی آکسی رائبو نیو کلک ایسڈ''۔ہمارا جسم 37 ٹریلین (37,000,000,000,000) خلیوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ہر خلیہ ایک مالیکیول پر مشتمل ہوتا ہے جسے ڈی این اے کہا جاتا ہے۔ڈی این اے کسی بھی انسان کا وہ جینیاتی کوڈ ہے جس کے ذریعے انسان کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ایک ڈی این اے میں انسان کی ظاہری شکل وصورت، اس کی زندگی اور شناخت سمیت معلومات کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ انسانی عقل اب تک ڈی این اے میں موجود تمام معلومات کا احاطہ نہیں کر پائی۔

ایک ڈی این اے میں موجود معلومات کا ذخیرہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ ذیل میں دیے گئے اعداد و شمار سے لگایا جاسکتا ہے۔پورے انسانی وجود کے محض ایک خلیے کے ڈی این اے کو اگر لمبائی میں لکھیں تو 6 فٹ تک ہوگی۔ اگر انسانی جسم کے تمام خلیوں میں موجود ڈی این اے کو جوڑا جائے تو اس کی لمبائی 100 بلین میل تک پہنچ جائے گی۔یہ فاصلہ اتنا ہے کہ ہم 14 بار اپنے پورے سولر سسٹم سے باہر نکل سکتے ہیں۔یا پھر 600 بار زمین سے سورج تک کا سفر کرسکتے ہیں۔ایک انسانی جینیم 20000 جینز پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ جینز ہمارے ڈی این اے کا 1 سے 2 فیصد ہوتے ہیں۔باقی کا 98 فیصد سائنسدانوں کے نزدیک Non Coded DNA ہے۔مزید یہ کہ ابھی تک ہم صرف 20 فیصد ڈی این اے اور اس میں موجود معلومات کے بارے میں ہی جان پائے ہیں۔

انسانی ڈی این اے میں معلومات کا ذخیرہ اس قدر زیادہ ہے کہ ایک گرام ڈی این اے میں 700 ٹیرابٹ (TB) تک ڈیٹا موجود ہوتا ہے۔ایک ٹیرابٹ ایک ہزار جی بی (GB) کے برابر ہوتا ہے۔اب تک بنائے جانے والے سمارٹ فون میں زیادہ سے زیادہ 512 جی بی تک ڈیٹا محفوظ کرنے کی گنجائش ہوتی ہے۔

ایک گرام ڈی این اے میں کتنا ڈیٹا ہوسکتا ہے اسے یوں سمجھ لیں کہ 358000 گھنٹوں پر مشتمل ایچ ڈی وڈیوز اس میں آرام سے سما سکتی ہیں۔ اور یہ صرف ایک گرام ڈی این اے کی بات ہو رہی ہے جبکہ ایک انسانی جسم میں 50 گرام تک ڈی این اے ہوتا ہے۔اب 700 کو 50 سے ضرب دے لیں حاصل جواب انسانی ڈی این اے کا کل حجم ہوگا، یعنی 35000 ٹیرابٹ۔انسانی جینیم ڈی این اے کا ایک مکمل سلسلہ ہوتا ہے جس کی تعداد تین ملین جوڑوں کی صورت میں ہوتی ہے۔اگر ان کوڈز کو لکھنے بیٹھیں اور بنا رکے ہر منٹ میں 60 الفاظ ٹائپ کریں تو تمام کوڈز لکھنے میں 95 سال لگ جائیں گے۔

ہمارے جسم کے ایک خلیے کو اپنی کاپی بنانے میں 8 گھنٹے کا وقت لگتا ہے۔ قدرت کی صناعی دیکھیے کہ اتنا پیچیدہ اور مفصل ہونے کے باوجود ہر شخص کا ڈی این اے دوسرے انسان سے مختلف ہوتا ہے۔ڈی این اے ٹیسٹ کے لیے انسانی جسم کے کسی بھی عضو مثلاً ہڈی، ہڈی کے گودے، ناخن حتیٰ کہ بال تک سے بھی نمونہ حاصل کرکے اس کے بارے میں جانا جاسکتا ہے۔یعنی ایک شخص جو مر کھپ کر مٹی ہوچکا ہو اس کی باقیات سے ڈی این اے کا نمونہ

حاصل کر کے اس کے بارے میں یہ جانا جا سکتا ہے کہ اس کی جنس کیا تھی، اس کے بالوں اور آنکھوں کا رنگ کیسا تھا، جسمانی ساخت کیا تھی، اسے کون کون سی بیماریاں لاحق تھیں وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ سائنسدانوں کے مطابق ڈی این اے کی مدد سے مرنے والے شخص کی ہو بہو تصویر بھی بنائی جا سکتی ہے۔

کسی زندہ شخص کے ڈی این اے سے اس کے خاندان کا پتہ لگایا جا سکتا ہے، اسے کون سی بیماری ہے یا کون سی بیماری ہونے کا امکان ہے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ ڈی این اے کے ذریعے اس بات کی بھی پیشن گوئی کی جا سکتی ہے کہ مذکورہ شخص کی موت کس بیماری سے ہوگی۔ کسی خاندان میں کوئی مخصوص بیماری ہو تو ڈی این اے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اگلے پیدا ہونے والے بچے میں وہ بیماری ہوگی یا نہیں۔

اب تک بنائی گئی جدید اور محفوظ ترین ہارڈ ڈرائیو میں سے بھی ڈیٹا کے ضائع ہونے کے امکانات موجود ہوتے ہیں، لیکن ایک ڈی این اے میں موجود معلومات صدیوں تک ہر قسم کے موسمی تغیرات کے باوجود محفوظ رہ سکتی ہیں۔

ہر انسان کا ڈی این اے دوسرے سے مختلف ہوتا ہے سوائے جڑواں بچوں کے۔ کیونکہ ان کی پیدائش ایک ہی اسپرم اور بیضے سے ہوتی ہے۔ والدین، اولاد اور بہن بھائیوں کے ڈی این اے میں ایک خاص مشابہت ہوتی ہے جو کسی دوسرے انسان کے ساتھ نہیں پائی جاتی۔ اسے تکنیکی اصطلاح میں ”ڈی این اے فنگر پرنٹنگ“ کہا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی اس خصوصیت کو بچوں کے والدین کی شناخت، حادثات اور مجرموں کی پہچان میں استعمال کیا جاتا ہے۔

انسانی جسم کا آغاز صرف ایک خلیے زائیگوٹ سے ہوتا ہے۔ جو ماں اور باپ کی طرف سے آنے والے ایک ایک سپرم اور بیضے (Sperm & Egg) کے مدغم ہونے سے بنتا ہے۔ یہ زائیگوٹ تقسیم در تقسیم ہو کر کھربوں خلیوں پر مشتمل ایک انسان بناتا ہے۔ خلیے کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ڈی این اے بھی کاپی (Replicate) ہو کر ہر نئے بننے والے خلیے میں چلا جاتا ہے۔ ڈی این اے کی کاپی تیار کرنے کا یہ نظام اتنا پیچیدہ اور حیرت انگیز ہے کہ عام حالات میں کاپیاں تیار کرتے ہوئے اربوں مالیکیولز میں سے ایک کی ترتیب بھی خراب نہیں ہوتی۔ کسی چھوٹی سی بھی غلطی کا نتیجہ خطرناک بیماری، معذوری یا جسمانی اعضاء کی تبدیلی کی صورت میں نکلتا ہے۔

بروز حشر اعضاء کس طرح گواہی دیں گے اس کا ایک چھوٹا سا عملی نمونہ ہم اپنی زندگی میں تب دیکھتے ہیں جب کسی ملزم کو ڈی این اے کی گواہی کی بناء پر عدالت مجرم قرار دے کر سزا دیتی ہے۔

ڈی این اے ایک نہایت ہی وسیع اور ٹیکنیکل موضوع ہے جس کا احاطہ چند صفحات پر کرنا ممکن نہیں۔ یہ معلومات نہایت اختصار کے ساتھ سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کرنے کی اپنی سی کوشش کی ہے۔ حضرتِ انسان اب تک صرف 20 فیصد ڈی این اے کو ہی سمجھ پایا ہے، باقی کے 80 فیصد ڈی این اے میں خالق کائنات نے کون کون سے اسرار و رموز رقم کر رکھے ہیں یہ ابھی ہم نہیں جانتے۔ انسان کا بنایا چھوٹا سا سافٹ ویئر اگر اس کا حساب کتاب رکھ سکتا ہے تو پوری کائنات کے خالق کے لیے کیا مشکل ہے کہ وہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق سے خود اس کی زبان کو اسی کے خلاف گواہ بنا دے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ۔

❁❁❁

ایک احمدی کا کردار معاشرے میں

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل

خُدا نے خِضرِ راہ بنایا ہمیں طریقِ مُحمّدی کا
کلامِ ربّ ِ رحماں ببانگِ بالا سُنائیں گے ہم
(المصلح الموعودؓ)

شریعت کا ماحصل تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ ہے۔ تو جو انسان جس قدر عارف، مجذوب اور سالک ہوگا اسی قدر اخلاق اللہ کا حامل ہوگا۔ ہمارے سیّد ومولا سیّد المعصومین حضرت مُحمّد مُصطفیٰ ﷺ جو کہ معرفتِ تامّہ کے مُصدّقِ اعلیٰ اور اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے جس کی گواہی خُود قُرآنِ مجید میں قَابَ قَوْسَيْنِ (النجم: 10) کہہ کر دے دی یعنی اِن دونوں قَوْسَيْنِ یعنی قوسِ الُوہیت اور عبُودیت کے عین مابین آپؐ کا وجُودِ باجُود واقع ہوا۔ اپنے آپ کو صِبْغَۃَ اللّٰہِ کی خِلعت میں ایسا ملبُوس کیا کہ صِفاتِ الٰہیہ میں رنگین ہوگئے اور اِسی واسطے رحمۃ اللعالمین سے مُلقّب ہوئے۔ اور اِنسانیت کیلئے رحیم و شفیق رہے اور تا قیامت حقُوق العباد کا عدیم المثال نمونہ قائم فرما گئے۔

آپؐ کے غُلامِ صادق حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ بعینہٖ اپنے آقا و مُطاع کے رنگ میں رنگین تھے۔ چوتھی شرطِ بیعت میں آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے‘‘

اسی طرح نویں شرطِ بیعت میں آپؑ فرماتے ہیں: ’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔‘‘

جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی بنیاد حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے 23 مارچ 1889ء کو رکھی۔ گو دُنیا کی نظر میں یہ ایک نیا مذہب ہو مگر خُود حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کے الفاظ پیشِ خدمت ہیں:

’’ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے نبی کریم محمّد ﷺ کامل شریعت لے کر آئے جو نبُوّت کے خاتَم تھے اس لئے زمانے کی استعدادوں اور قابلیتوں نے ختمِ نبوت کر دیا۔ پس حضور ﷺ کے بعد ہم کسی دوسری شریعت کے آنے کے ہرگز قائل نہیں۔ ہاں جیسے پیغمبرِ خدا ﷺ مثیلِ مُوسیٰؑ تھے اسی طرح آپؐ کے سلسلہ کا خاتم جو خاتم الخلفاء یعنی مسیحِ موعُودؑ ہے ضروری تھا کہ مسیحؑ کی طرح آتا۔ پس میں وہی خاتم الخلفاء اور مسیحِ موعُودؑ ہوں۔ جیسے مسیحؑ کوئی شریعت لے کر نہیں آئے تھے بلکہ شریعتِ مُوسویؑ کے احیاء کیلئے آئے تھے۔ میں کوئی جدید شریعت لے کر نہیں آیا اور میرا دل ہرگز نہیں مان سکتا کہ قُرآن شریف کے بعد اب کوئی شریعت آسکتی ہے کیونکہ وہ کامل شریعت اور خاتم الکتب ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے مجھے شریعتِ مُحمّدیؐ کے احیاء کیلئے اس صدی میں خاتم الخلفاء کے نام سے مبعُوث فرمایا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 39)

پس جیسے آنجناب حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ نے تَخَلُّق بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا جامہ پہن کر اسلام جیسے پُرامن مذہب کا پرچار کیا اور اِنسانیت میں بھائی

چارے کی بُنیاد رکھی بعینہٖ آپؐ کے غُلامِ صادق حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے چودھویں صدی کے سر پہ مبعُوث ہو کر اِسلام اور بھائی چارے کو ازسر نو زندہ و جاوداں کیا اور مُعاشرت کے وہی اصُول زندہ کئے جن کو دُنیا بُھلا چُکی تھی۔

آیئے اب قُرآنِ کریم اور احادیثِ مُبارکہؐ کی روشنی میں نظر ڈالیں کہ کیسے ایک احمدی مُسلمان مُعاشرے میں اپنا کردار ادا کرسکتا ہے۔

آنحضور ﷺ اُمّتِ مُسلمہ کا تنزّل اور اُنکا بگاڑ بیان فرماتے ہیں کہ ”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا اور الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔“ یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

(شعب الایمان للبیہقی الثامن عشر من شعب الایمان باب فی نشر العلم والا یمنعہ اھلہ اھلہ حدیث نمبر 1763 مکتبۃ الرشد، ریاض 2004ء)

اِس حدیثؐ کو پُورا ہوئے آج سے قریباً ایک صدی گُزر چُکی ہے جِس کو تمام اُمّتِ مُسلمہ تسلیم کر چکی ہے۔ مُسلمانوں کا اِس تنزّلی کے دور میں جس مسیحِ موعودؑ کا انتظار تھا وہ بھی آچُکا اور اب اُن کی خلافت کا دورِ خامسہ چل رہا ہے۔ اِس تنزّلی و اخلاقی و مُعاشرتی اِنحطاط میں ایک جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر ہی ہے جو اِسلام کی سچّی تعلیم پیش کر کے مُعاشرے کے سکُون کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

اِسی ضِمن میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں: ”اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ دُنیا کو طہارت اور تقویٰ کی زندگی کا نمونہ دِکھائے۔ اِسی غرض کیلئے یہ سِلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اُس کا منشاء ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 83)

ایک احمدی جو کہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہماری جماعتِ احمدیہ مُسلمہ عالمگیر مُعاشرت کے بہترین اصُولوں پہ مُنحصر ہے وہ بِلاشُبہ شریعتِ مُحمّدی ﷺ پہ ہی چلتے ہوئے اِس چیز کا پرچار کرتا ہے۔ اور اِسی اُمّت یعنی اُمّتِ مُحمّدی ﷺ کے بارہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. (اٰل عمران: 111)

یعنی تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو

ایک احمدی کو بِلاشُبہ مُعاشرے میں ایسا نمونہ بننا چاہئے کہ جس سے تمام معاشرے میں اسلام کی صحیح رنگ میں تصویر پیش کی جاسکے۔ ایک احمدی کو شرائطِ بیعت کے مغز کو سمجھتے ہوئے بنی نوع انسان کیلئے ہر قِسم کی آسانی پیدا کرنے والا ہونا چاہئے۔ جیسا کہ خُدا تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمادیا ہے کہ تُم لوگ دُنیا کی منفعت کیلئے پیدا کئے گئے ہو اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ بِلا اِمتیاز رنگ و نسل و مذہب ایک نافعُ النّاس وجُود بن جائے۔ جب ایسا لائحہ عمل ایک احمدی اپنائے گا تو وہ دیکھ لیوے گا کہ خُدا تعالیٰ کا خاص فضل و کرم، عنایات اور خاص تائیدات اسکے شاملِ حال ہوں گی اور اخلاق ہی ہے جو واحد تبلیغِ دینِ متین کا ذریعہ ہے اور اسی کے ذریعے اسلام پھیلا اور اِن شاءَ اللہ احمدیت اس پر عمل درآمد کر رہی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ: 149)

یعنی ”نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔“

ہر شخص کا ایک مطمحِ نظر ہوتا ہے جسے وہ اپنے آپ پہ مُسلّط کر لیتا ہے سو اللہ تعالیٰ ایک تاکیدی نصیحت کے رنگ میں فرماتا ہے کہ تمہارا مطمحِ نظر یہ ہو کہ تُم نیکیوں کے حصُول میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کوشش میں لگے رہو۔

آجکل کے مادی دور میں ہر انسان حُبِّ دُنیا میں مستغرق ہو کر اپنے خالقِ حقیقی کو بُھلا بیٹھا ہے۔ مگر ایک احمدی جو کہ اسلام کی زندہ تصویر پیش کرتا ہے، اُسے چاہئے کہ دُنیا کی ریل پیل میں اپنے آپ کو مت اُلجھائے اور تقویٰ اور نیکی کے کاموں کو بجالائے اور مُعاشرے میں ایک مُنفرد نمونہ پیش کرے تا اسلام کو زندہ کیا جاسکے۔

اِس ضِمن میں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ اپنے منظوم پاکیزہ کلام میں ہماری

توجّہ اس جانب مبذول کرواتے ہوئے فرماتے ہیں:

دُنیا کی حِرص و آز میں یہ دِل ہیں مر گئے
غفلت میں ساری عمر بسر اپنی کر گئے
اَے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے اَیسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا

(محاسنِ قرآن کریم۔ دُرِّثمین)

ہمارے ہادی کامل مُحمّد مصطفیٰ ﷺ اصولِ معاشرت کے بارہ میں جو نمونہ رہتی دُنیا تک ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں اگر ہم اس پر عمل پیرا ہوں تو ایک جنّت نظیر مُعاشرے کی بُنیاد رکھی جاسکتی ہے۔

وَأمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ کی تلقین کرتے ہوئے مُحمّد مصطفیٰؐ فرماتے ہیں:

''اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور امر بالمعروف کرو اور تم ضرور ناپسندیدہ باتوں سے منع کرو۔ ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے۔ اور عذاب نازل ہونے کے بعد تم دعا کروگے مگر تمہاری دعا قبول نہیں کی جائے گی۔''

(ترمذی۔ ابواب الفتن۔ باب ماجاء فی الأمر بالمعروف والنھی عن المنکر)

اس حدیث ﷺ میں آنجناب ﷺ نے کیا خُوبصورت تعلیم دی ہے جو کہ جنّت نظیر معاشرے کی تصویر کشی کرتی ہے۔ ایک احمدی جو کہ کسی بھی مُلک میں رہتا ہو اگر اپنے شہر، گلی، محلّہ میں امن وامان سے رہے گا، اچھے کاموں کی ترغیب دے گا اور بُرے کاموں سے روکے گا تو خُود بخُود ایک مُعاشری سکُون کا دور دورہ رہے گا اور تمام لوگ آپس میں بھائی چارے سے رہیں گے۔

اسی طرح اِتّحادِ باہمی کے بارہ میں آنجناب مُحمّد ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔''

(ترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ)

مندرجہ بالا حدیثِ مُبارکہ میں آپؐ نے کیا خُوبصورت اِتّحادِ باہمی اور یگانگت کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم اکٹھے ہو کر رہیں گے اور ایکدوسرے کا احساس پیدا کریں گے تو خُدا تعالیٰ کی نُصرت اور تائید بھی ہمارے شاملِ حال رہے گی۔ ایک احمدی جو کہ مُعاشرے میں ایک مُنفرد کردار ادا کرسکتا ہے، وہ اِسی صُورت میں ممکن ہے کہ اگر وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ باہمی اِتّحاد سے رہے اور اُنکا احساس ایسے ہی کرے جیسے ایک بطن سے دو بھائی۔

اس ضمن میں حدیثِ مبارکہ ہے کہ:

''لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ یعنی تم میں سے کوئی بھی شخص اُس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (بخاری)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ ایک احمدی کیلئے ایسا کارگر نمونہ پیش کرتی ہے جو کہ اخلاق کا اعلیٰ مقام عطا کرسکتی ہے۔ ایک احمدی کو چاہئے کہ مُعاشرے میں رہتے ہوئے اُس کا کردار متذکرہ بالا حدیثِ مُبارکہ کا منہ بولتا ثبوت ہو۔ جب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اور تقویٰ کو مدّنظر رکھتے ہوئے بلاامتیاز اِنسانیت کی خِدمت کرے گا اور سب کو اپنا بھائی گردانے گا تو بھلا کیسے ممکن ہے کہ مُعاشرہ میں کسی بھی قِسم کا کوئی بِگاڑ پیدا ہو سکے؟

آنحضور ﷺ فرماتے ہیں:

''مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔''

(ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا حدیث 1162)

ایک احمدی کو اپنے اخلاق کا معیار اتنا بُلند رکھنا چاہئے کہ اپنی ذات میں وہ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالحلیم، عبدالغفور بن جائے۔ الغرض اپنی ذات کو پس پُشت ڈال کر دُنیا کو اخلاق کے اعلیٰ نمُونہ سے جیت لیوے اور اسلام جیسے پُرامن مذہب کی جانبِ مُعاشرے کا رُجحان ہوجائے کیوں کہ اسلام کے پھیلنے کی بُنیادی وجہ اخلاق ہی تھی۔

ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ بیان فرمودہ 4 فروری 2011ء میں فرماتے ہیں:

''آیت ممدوحہ بالا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ میں جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ ایسی باتیں ہیں جو اگر ہم میں موجود ہوں اور اگر ہم ان کی تبلیغ

کرنے والے ہوں تو یہ ہر پاک فطرت کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والی ہوں گی۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی تبلیغ کی جائے جو صرف مذہبی مسائل کے لئے ضروری ہے۔ یہ باتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں جو ایک دنیا دار کو بھی اپنی طرف کھینچیں گی چاہے وہ کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہو بشرطیکہ وہ اخلاقی قدروں کی خواہش رکھتا ہے۔ اُس کے اندر ایک پاک فطرت ہے جو اچھے اخلاق کو چاہتی ہے، اچھی باتوں کو چاہتی ہے۔ بلکہ لامذہب اور دہریہ بھی اچھے اخلاق کو اچھا ہی کہیں گے۔ اچھی باتوں کو اچھا کہنے والے ہوں گے اور بری باتوں کو برا کہیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی اس ذمہ داری کو سمجھو اور دنیا کے فائدے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرو اور برائیوں سے روکو۔ حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ دلاؤ اور حقوق العباد کے غصب کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرکے ایسا عمل کرنے والوں کو توجہ دلاؤ، اُن کو روکو۔ لیکن یہ سب کچھ کرنے سے پہلے، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا، ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہوگی۔ اپنے اندر کے نظام کو ہم درست کریں گے تو ہماری باتوں کا بھی اثر ہوگا۔ اور اپنے اندر کے نظام کو درست کرنے کے لئے ہمیں ہر وقت یہ پیشِ نظر رکھنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی میرے ہر قول اور فعل پر نظر ہے، میرے ہر عمل کو وہ دیکھ رہا ہے۔ دنیا کو تو میں نے پہلے صرف دنیاوی اخلاق سکھاتے ہوئے نیکی کی تلقین کرنی ہے اور برائی کی پہچان کروا کر اس سے روکنا ہے۔

پس جب ہم اپنے جائزے لیں تو پھر احساس ہوتا ہے کہ خیرِ امت ہونا صرف ایمان لانے کا اعلان کرنا نہیں ہے۔ اسی سے ہمارا مقصد پورا نہیں ہوجاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں قدم بڑھانے سے خیرِ امت میں شمار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نیکیوں کی تلقین کرنی ہوگی اور برائیوں سے دوسروں کو روکنا ہوگا۔ پھر ہم خیرِ اُمّت کہلا سکتے ہیں اور اس صورت میں جب ایک مومن آگے قدم بڑھائے گا تو ایک حقیقی مومن سب سے پہلے یہ دیکھے گا کہ جس بات کی میں نصیحت کرنے جا رہا ہوں کیا یہ نیکی مجھ میں ہے؟ جس برائی سے مَیں روکنے جا رہا ہوں کیا یہ برائی مجھ میں تو نہیں؟ ہماری امانت کے معیار بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ قومی امانتیں ہوں، جماعتی امانتیں ہوں یا ذاتی امانتیں ہوں ہم نے ہر ایک کا حق ادا کرنا ہے۔ ہم کسی سرکاری دفتر میں کام کر رہے ہیں تو قطع نظر اس کے کہ ساتھ کا عملہ کیا عمل دکھا رہا ہے ہمارا اپنا امانت کا معیار ہونا چاہئے جو دوسروں سے ممتاز کرنے والا ہو۔ پرائیویٹ کمپنیوں میں کام کر رہے ہیں تو وہاں ایک احمدی کا نمونہ ہو جو دوسروں سے ممتاز کر رہا ہو۔ آج ہم بڑے فخر سے غیروں کو بتاتے ہیں کہ احمدی کا امانت کا معیار دوسروں سے بہتر ہے۔ لیکن صرف یہ بہتر ہونا کوئی فخر کی بات نہیں ہے بلکہ فخر کی بات یہ ہے کہ اعلیٰ ترین معیار ہو۔''

اس مضمون کے آغاز میں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ شریعت کا ماحصل تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ ہے، اسی ضمن میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد، المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنے خطبہ فرمودہ 15 فروری 1935ء میں فرماتے ہیں: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (الجمعہ: 2)

یعنی ''اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدّوس ہے۔ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔''

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی چار صِفات بیان کی گئی ہیں جنکی تسبیح کو بندوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ جماعت کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا اصل مقصد تسبیح ہے اور یہ کہ احمدیت دلوں میں قائم ہوجائے۔ اس وجہ سے اگر کوئی شخص ہم سے لڑتا ہے تو اسکی پرواہ نہیں لیکن اگر وہ صلح کیلئے آتا ہے تو چاہئے کہ اگر وہ ایک قدم آگے بڑھے تو ہم دو قدم اُسکی طرف بڑھیں اور ہمارا روّیہ ایسا ہونا چاہئے کہ کسی حالت میں بھی ہم پر کوئی نکتہ چینی نہ کر سکے۔ ہمیں اپنے تمام اعمال میں پاکیزگی اختیار کرنی چاہئے۔ ہمارا یہ کام ہونا چاہیے کہ اعلیٰ اخلاق دکھلائیں اور اخلاق کی تائید میں اگر اعتراض بھی ہو تو اُسے برداشت کریں۔ ایک احمدی کو آجکل کے زمانہ کی روش کو مدِّنظر رکھتے ہوئے ہر آن خُدا کی پناہ مانگنے کی ضرورت ہے اور شیطان کے حملوں سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کی مدد چاہیے۔''

اسی ضمن میں المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں

''کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کا ایک شاگرد تھا، اُس نے جب تعلیم مکمّل کی اور واپس جانے لگا تو بزرگ نے کہا کہ کیا تم جس ملک جا رہے ہو وہاں شیطان بھی ہوتا ہے؟ تو شاگرد نے حیران ہو کر کہا کہ شیطان کہاں نہیں ہوتا؟ شیطان تو ہر جگہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جو کچھ تم نے مجھ سے دین کے بارے

میں، اخلاقیات کے بارے میں سیکھا ہے، پڑھا ہے، اگر اس پر عمل کرنے لگو اور شیطان حملہ کر دے تو کیا کرو گے؟ اس نے کہا مقابلہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر تمہاری توجّہ دوسری طرف ہو اور وہ پھر حملہ کر دے تو پھر کیا کرو گے؟ اس نے کہا پھر مقابلہ کروں گا۔ غرض دو تین دفعہ انہوں نے اس طرح ہی پوچھا۔ پھر وہ کہنے لگے کہ اگر تم اپنے کسی دوست کے پاس جاؤ اور اسکے دروازہ پہ کُتّا بیٹھا ہو اور وہ تمہیں پکڑے، تم پر حملہ کرنے لگے اور کاٹنے لگے تو تم کیا کرو گے؟ اُس نے کہا میں اس کو ڈرا کے دوڑانے کی کوشش کروں گا۔ پھر حملہ کرے تو پھر یہی کروں گا۔ اُنہوں نے کہا اگر تم اسی طرح لگے رہو تو پھر دوست تک تو نہیں پہنچ سکتے، تو کیا کرو گے؟ اُس نے کہا آخر دوست کو آواز دوں گا کہ آؤ اور اپنے کُتّے کو پکڑو۔ تو بزرگ کہنے لگے شیطان بھی خُدا تعالیٰ کا کُتّا ہے۔ اُس کے لئے تمہیں خُدا تعالیٰ کو آواز دینی ہو گی۔ اس کے در کو کھٹکھٹانا ہو گا۔ تبھی شیطان کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔“ (خطبہ فرمودہ 22 مئی 1936ء)

ہمارے پیارے آقا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ”پس اپنے گناہوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے لئے، اپنی کمزوریوں کو دیکھنے کے لئے ہمیں وہ خوردبین استعمال کرنی پڑے گی جس سے ہم اپنے نفس کے جائزے لے سکیں۔ اسی سوچ کے ساتھ ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ پس ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کوئی معمولی دعویٰ اور یہ معمولی جماعت نہیں ہے۔ نہ ہی ہمارا احمدی ہونے کا دعویٰ معمولی دعویٰ ہے، نہ یہ جماعت ایک معمولی جماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے افراد کو پاک کر کے ایک پاک جماعت بنانا چاہتا ہے جس کے لئے اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے۔ ہر احمدی کو یہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ یہ تقویٰ اور طہارت کی زندگی کے نمونے ہی ہیں جو وہ انقلابی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں، اور یہ انقلابی تبدیلی ہمارے اعتقاد کی اصلاح اور اعمال کی اصلاح کے ساتھ وابستہ ہے۔ صرف اعتقادی اصلاح فائدہ نہیں دے سکتی جب تک کہ اعمال کی اصلاح بھی ساتھ نہ ہو۔ جب تک ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اعمال کی فکر نہ ہو۔ کیا عقیدہ ہمارا ہونا چاہئے اور کونسے اعمال ہیں جن کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہئے۔

اگر افرادِ جماعت میں سے ہر ایک نے اپنی مکمل اصلاح کی کوشش نہ کی تو جماعت میں ہر وقت کسی نہ کسی قسم کی برائی کا بیج موجود رہے گا اور موقع ملتے ہی وہ پھلنے پھولنے لگ جائے گا، پھوٹنے لگ جائے گا۔ پس ہر قسم کی برائیوں کی جڑوں کو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر سے ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم ہر قسم کی برائیوں کو جماعت میں سے ختم کر کے عملی اصلاح کی حقیقی تصویر بن سکتے ہیں اور تب پھر اللہ تعالیٰ ہمیں فتوحات کے نظارے دکھائے گا۔ تبھی ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب ہم پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔“

(خطبہ جمعہ 30 مارچ 2012ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہ دُعا ہے کہ ہر احمدی کو مسیح الزماں حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دجّالی فتنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

معرفتِ تامہ کا دیکھو جہاں بھی فُقداں
نا ہو گا وہاں وہ ”ذُوالمِنَن“ عیاں
نتائج ہیں قلّتِ تدبُّر کے یہاں
چھوڑو یارو کثرتِ تعصُّب کے بیاں
ہر ایک یہاں، معصیّت میں نہاں
بچائے ذوالقرنین کا جام جہاں
ہے شش جہت خُشک مُلّائیت کا شور و فُغاں
سراسر ہے جو ایماں کا زیاں“

❁❁❁

سائنس کی دنیا
Science

صوتی آلودگی: اسباب اور علاج

گھر یا دفتر میں موٹے شیشوں کے استعمال کریں اور کارخانوں کے شہر سے باہر قیام ممکن بنائیں۔

موجودہ دور کو سائنس کا دور کہا جاتا ہے۔اس دور میں سائنس کی تیز رفتار ترقی کے باعث نت نئے انکشافات وایجادات ہوئیں، آلات ومشینوں کا انبار لگ گیا،سیاسی وطبی،اجتماعی واقتصادی،معاشی ومعاشرتی،تہذیبی وتمدنی غرض کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی ہیں، سائنس نے اپنا اثر ورسوخ وتفوق قائم کرنے کے لئے ایسے ایسے آلات مہیا کئے، جن سے انسان آرام طلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کاہل اور عیش وعشرت کا دلدادہ ہوگیا،اس کی وجہ سے شہروں کی وسعت اور صنعتوں کی کثرت ہوئی۔سائنس کی افادیت واہمیت اور ضرورت سے تو انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن دوسری طرف اس نے ایسے کیمیکلز وتابکاری اثرات وکیمیائی اجزاء کو استعمال کر کے مضر اثرات چھوڑے جن سے زمین وفضا زہر آلود ہوگئی، جس قدر حیات انسانی کی آرام طلبی وعیش کوشی کے لیے آلات فراہم کئے اس سے کہیں زیادہ اس نے نقصاندہ اثرات ونتائج چھوڑے جن سے فضا مسموم ہوگئی، زمین خراب ہوگئی، زیر زمین تک ان گیسوں وکھادوں کے جراثیم سرایت کر گئے۔

بڑی صنعتوں سے نکلنے والی بھاپ، دھواں اور فضلہ نے پوری فضا کو متاثر کیا انسان کے کان، آنکھ، پھیپھڑے اور دوسرے اعضاء متاثر ہوئے۔ان خطرات ونقصانات اور منفی نتائج کو عالمی وقومی سطح پر حل کرنے اور ان کی تلافی کی جد وجہد جاری وساری ہے۔انہی فضائی وصوتی آلودگی کے پیش نظر چند دنوں پہلے الہ آباد ہائی کورٹ نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس کا مقصد صوتی آلودگی پر قابو پانا ہے۔یہ کورٹ کا خوش آئند اقدام ہے۔اس حکم کو چند سال پہلے بھی نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تھی، لیکن حکومت کی سرد مہری کی وجہ سے تب جاری نہ ہوسکا۔صوتی آلودگی کیا ہے ؟اس کے اسباب ومضر اثرات کیا ہیں؟ ماحول کا تحفظ، مضر اثرات کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

شور کا پیمانہ

یہ بات ذہن میں رہے کہ شور کو ناپنے کا پیمانہ ڈیسی بل ہے اور سائنسدانوں کے مطابق زیرو ڈیسی بل کا مطلب وہ کم سے کم آواز ہے جو انسانی کان محسوس کر سکتے ہیں، 20ڈیسی بل آواز ایک سرگوشی سے پیدا ہوتی ہے، 40ڈیسی بل آواز کسی پرسکون دفتر میں ہوسکتی ہے، 60ڈیسی بل آواز عام گفتگو سے پیدا ہوسکتی ہے جبکہ 80 ڈیسی بل سے اوپر آواز انسانی سماعت کے لیے تکلیف دہ ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی قسم کا شور وغل ہماری قوت سماعت پر منفی اثر مرتب کرتا ہے جسے دوسرے الفاظ میں صوتی آلودگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سائنسی اعتبار سے انسانی کان عام طور پر شور وغل کی 55 تا 65ڈیسبل تک کا تحمل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اگر 55 تا 90ڈیسبل تک پہنچ جائے تو ہمارے جسم پر منفی اثرات پڑنے لگتے ہیں۔

صوتی آلودگی کے اسباب

صنعتی ترقی

موجودہ دور میں صنعت وحرفت نے نہایت تیزی کے ساتھ ترقی کی۔ بڑے بڑے کارخانے ومراکز قائم کئے گئے۔ان میں سے بعض کارخانوں وفیکٹریوں کا مقصد عام انسانوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے بجائے عیش وعشرت اور سامان تعیش پیدا کرنا ہے۔بعض صنعتیں ایسی ہیں جن کے اغراض ومقاصد میں نہ تو عام انسانی ضروریات وحاجات کی تکمیل ہے

اور نہ ہی عیش و عشرت کے سامان پیدا کرنا ہے بلکہ ان کے ذریعہ جنگی ساز وسامان اور اسلحہ تیار کیا جاتا ہے ان کا استعمال وہ ممالک کرتے ہیں جن کی ہوس اقتدار پوری دنیا پر بالادستی وحکمرانی قائم کرنا ہے اور وہ روایتی اسلحہ سے لیکر ایٹمی اسلحہ تک تیار کرتے ہیں، ان کے بے دریغ استعمال میں تمام قوانین اصول اور ضوابط کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں، غرض خود ہی انسان اپنی ہلاکت و تباہی کا سامان فراہم کر رہا ہے، ان میں مستعمل کیمیکلز وتابکاری اثرات جن کے ذریعہ مضر اثرات اور الیکٹرون ہوا، پانی اور مٹی میں جذب ہونے کے بعد جانداروں کی صحت خراب کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ خاص طور سے ایٹمی اثرات نسل در نسل کی تباہی کا باعث ہوتے ہیں۔ اس صنعت و حرفت کے بے جا استعمال سے صوتی آلودگی کثرت سے بڑھ رہی ہے۔

شہری آبادی کی وسعت

مادہ پرستی و دولت کی ریل پیل کے دور میں انسان کی ہوس نے اس کو دنیوی بوقلمونیوں و رنگارنگینیوں میں جکڑ دیا ہے۔شہرت و ناموری کی طلب، عزت وفرماروائی کی خواہش اور مال و دولت کے حصول کے لئے اس نے نہ جانے کیا کیا منصوبے و تدابیر اختیار کیں۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے انسان قناعت پسند ہوتا تھا اور دیہات وقصبوں میں پرسکون زندگی بسر کرتا تھا، لیکن اب شہروں کی طرف منتقلی کا رجحان عام ہوگیا ہے اور بلاوجہ آبادیوں میں اضافہ ہو رہا ہے جس سے کثرت آبادی کے مسائل کا سامنا ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں غذا، پانی، پاکی صفائی، رہائش اور آمد و رفت وغیرہ کے بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کا صحت سے گہرا تعلق ہے ان میں اصول صحت کی رعایت اور اس کے متعلق کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ حکومت کے فراہم کردہ اصلاحی بورڈ اسی علاقہ تک محدود رہتے ہیں جہاں سرمایہ دار اور دولت مند طبقہ رہتا ہے عام انسانی زندگی سے یہ بورڈ کوئی تعرض کرنے کو اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں جس سے عام زندگی مفلوج رہتی ہیں طرح طرح کی بیماریاں جڑ پکڑتی ہیں اور متعدد امراض آسانی سے متعدی ہوتے چلے جاتے ہیں۔شہروں میں موجود کلب، ایئرپورٹ اور اسٹیشن، شادی بیاہ یا تفریحی تقاریب میلے، مذہبی جلسوں ومشاعروں میں بجائے جانے والے بینڈ، باجے، قوالیوں اور گانوں کی رکارڈنگ کا شور اور ان میں بے دریغ لاؤڈاسپیکر کے استعمال کی وجہ سے صوتی آلودگی عروج پر ہے۔ اسی طرح صوتی آلودگی میں نمایاں کردار ادا کرنے والے موجودہ دور کے پرتعیش ٹیلی ویژن، میوزک سسٹم وغیرہ مزید آتش بازی، دیوالی کے تہوار پر آتش بازی بھی جلتی پر تیل کا کام کرتی ہے۔

ذرائع میں اضافہ

اس ترقی یافتہ دور میں انسان بہت عجلت پسند ہوگیا ہے جس کی وجہ سے وہ نقل وحمل کے نت نئے اور تیز رفتار ذرائع اختیار کرتا ہے۔ اپنی اس خواہش و ہوس کو پورا کرنے میں وہ بے دریغ ایسے آلات و گاڑیوں کا استعمال کرتا ہے جن سے فضا زہر آلود ہو رہی ہے، شور بڑھ رہا ہے، فطری ماحول خراب ہو رہا ہے، غرض بے ہنگم ٹریفک، موٹر، ریل گاڑیوں، کاروں، فیکٹریوں، کارخانوں مشینوں اور ہوائی جہاز سے پیدا ہونے والا شور غیر محسوس طور پر انسانی صحت کے ساتھ حیوانات و غیرہ کی صحت پر بھی بتدریج اثرانداز ہو رہا ہے، صوتی آلودگی کی وجہ سے بھیانک و پرخطر نتائج سامنے آرہے ہیں۔ تحقیق کے مطابق پریشر ہارن اور ٹریفک کے شور سے دنیا بھر میں تقریباً بارہ کروڑ لوگ مختلف سماعتی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

صوتی آلودگی کے نقصانات

صوتی آلودگی کا بہت عرصہ تک سامنا صحت میں بتدریج نقصان کا سبب بن سکتا ہے، صوتی آلودگی کے مضر اثرات ماحول کے پراگندہ ہونے، پانی، ہوا و غذا کے خراب ہونے پر مرتب ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے مہلک امراض ولاعلاج بیماریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک سروے کے مطابق ملک کا ہر بارہواں شخص بڑھتے ہوئے شور وشغف کے باعث سماعت سے محروم ہوتا جارہا ہے، تعلیم کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے اس متاثرہ جسمانی نظام میں ہاضمہ، معدہ دل کے امراض پٹھے اور جسمانی ڈھانچہ پر اس کے منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں غرض برین ہیمبرج، ہارٹ ٹیک، بلڈ پریشر اور شوگر جیسی کئی خطرناک بیماریاں صوتی آلودگی کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں اس کے علاوہ نفسیاتی طور پر غصہ، نفرت، چڑچڑاپن، جارحیت، بے خوابی، بدہضمی، سستی، تھکن، بے توجہی، عدم دلچسپی، ذہنی دباؤ اور غائب دماغی جیسی خرابیوں کا بھی سبب بن رہی ہے۔ ایک تحقیقی

رپورٹ کے مطابق جن افراد کو رات میں مسلسل چار سال تک 55 ڈیسی بل یا اس سے زیادہ شور وشغف کا سامنا ہوتا ہے تو ان میں تولیدی صلاحیت کم ہوجاتی ہے اتنا شور شرابہ پرانے پنکھے اور ایئر کنڈیشنز کے چلنے سے بھی پیدا ہوتا ہے جسے عام طور پر نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دن کے اوقات میں 90 ڈیسی بل یا اس سے زیادہ شور وغل والے ماحول میں چند ماہ تک انسان کے سکونت اختیار کرنے سے بھی مردانہ تولیدی صحت متاثر ہوتی ہے۔ اگر یہ سلسلہ کئی سال تک دراز ہوجائے تو مرد بانجھ پن کا شکار ہوجائے گا۔

صوتی آلودگی کا علاج

اس تشوشناک صورت حال کے پیش نظر ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کا سدباب کریں، ماحول کا تحفظ وحفظان صحت کے تیئں جد وجہد کریں اس کے لئے مندجہ ذیل تدابیر پیش خدمت ہیں۔ صوتی آلودگی کے خاتمہ کے لئے معاشرہ میں بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ معاشرے کا ہرفرد یا ادارہ صوتی آلودگی کی روک تھام کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کریں، انفرادی واجتماعی طور پر اس کے خاتمہ کے لئے کمربستہ ہوجائیں، اس میں کسی قسم کی کوتاہی، سستی وکاہلی اور بے راہ روی نہ برتی جائے، بلا تفریق مذہب وملت صوتی آلودگی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی جلسوں، مشاعروں، بھجنوں اور دیگر رسوم ورواج میں ڈی جے وغیرہ تیز آواز کے ساتھ دیر رات تک استعمال نہ ہو اور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کیا جائے۔ حکومت کو صوتی آلودگی کے متعلق حکم نامہ بلا تفریق و امتیاز کے نافذ کرنا چاہیے۔ خود اپنی ریلیوں وسیاسی تقاریب میں اس کے بے جا استعمال پر روک لگائے۔ ٹریفک نظام کو بہتر بنائے زیادہ دھویں اور زیادہ آواز والی گاڑیوں پر پابندی لگائے۔ ماحول کو گندگی اور آلودگی سے بچانا ضروری ہے خاص طور سے مسلمانوں کی اسلامی تعلیمات کی رو سے مذہبی فریضہ ہے۔

ارشاد ربانی ہے: ”اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً (الاعراف: ۵۵) ”تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کرو گڑگڑا کر کے بھی اور چپکے چپکے بھی“ عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنه قال: لما غزا رسول اللہ ﷺ خیبر او قال: لما توجه رسول اللہ ﷺ اشرف الناس علی واد فرفعوا اصواتهم بالتکبیر: اللہ اکبر. اللہ اکبر لا الہ الا اللہ. فقال رسول اللہ ﷺ: اربعوا علی انفسکم انکم لا تدعون اصم ولا غائبا. انکم تدعون سمیعا قریبا وھو معکم (صحیح البخاری: ۴۲۰۲) ”راہ میں ایک میدان آیا، صحابہؓ نے تکبیر کے نعرے بلند کئے ارشاد ہوا کہ آہستہ کہو کہ کسی بہرے اور دور از نظر کو نہیں پکار رہے ہو تم جس کو پکارتے ہو وہ تمہارے پاس ہی ہے۔“ مسلمانوں کو ان اسلامی تعلیمات کے پیش نظر جس قدر احتیاط ممکن ہو برتنی چاہئے اسلام کے تعارف وتبلیغ کے لئے مناسب ذرائع ووسائل کو اپنائیں۔ مزید برآں اسلامی نظام طہارت ونظافت کا اپنے قرب وجوار میں عملی نمونہ پیش کریں جس کی وجہ سے اطراف کا ماحول درست واچھا رہے گا۔ اس کے لئے کم آلودگی پھیلانے والے ایندھن کا استعمال کریں، عوامی مقامات پر تمباکو نوشی نہ کی جائے۔ ایسی جگہوں پر تھوکنے وگندگی سے احتراز کریں، کھلی نالیوں میں گندگی نہ ڈالیں بلا ضرورت اور بغیر اجازت درخت نہ کاٹے جائیں۔ نقل وحمل (موٹر گاڑیوں موٹر سائیکلوں وغیرہ) کے ذرائع کا سائلنسر کے ساتھ کم استعمال کریں۔ ذرائع آمد ورفت کا وقت پر معائنہ کروایا کریں۔ گھر یا دفتر میں موٹے شیشوں کے استعمال کریں اور کارخانوں کے شہر سے باہر قیام ممکن بنائیں۔ اِس طرح ہم صوتی آلودگی کو ممکنہ حد تک کم کر سکتے ہیں۔

(بشکریہ محمد شعیب ندوی https://afkarenau.com/)

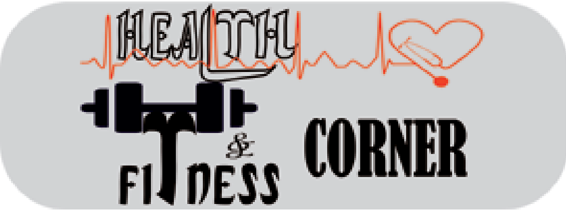

چائے پینے والوں کیلئے خوشخبری

ایک نئی تحقیق میں چائے کے نئے فوائد دریافت ہوئے ہیں۔

چائے یا کافی پینے کی عادت فالج اور دماغی تنزلی کے مرض ڈیمینشیا کا خطرہ کم کرسکتا ہے۔ چین میں ہونے والی ایک طبی تحقیق میں سامنے آئی۔

50 سے 74 سال کی عمر کے صحت مند افراد پر ہونے والی تحقیق میں یہ بھی دریافت کیا گیا کہ کافی پینا فالج سے متاثر ہونے کے بعد ڈیمینشیا کا خطرہ کم کرتا ہے۔

تیان جن میڈیکل یونیورسٹی کی اس تحقیق میں یوکے بائیو بینک کے 3 لاکھ 65 ہزار سے زیادہ افراد کے ڈیٹا کی جانچ پڑتال کی گئی، جن کی خدمات 2006 سے 2010 تک حاصل کی گئی اور 2020 تک ان کی مانیٹرنگ کی گئی۔

ان رضا کاروں نے کافی اور چائے کے استعمال کو خود رپورٹ کیا اور تحقیق کی مدت کے دوران 5079 افراد ڈیمینشیا اور 10 ہزار 53 کو کم از کم ایک بار فالج کا سامنا ہوا۔

تحقیق میں دریافت کیا گیا کہ روزانہ 2 سے 3 کپ کافی یا 3 سے 5 کپ چائے یا 4 سے 6 کہ کافی اور چائے کا امتزاج فالج یا ڈیمینشیا سے متاثر ہونے کا خطرہ کم کرتا ہے۔

تحقیق کے مطابق روزانہ 2 سے 3 کپ چائے اور 2 سے 3 کپ کافی پینے والے افراد میں فالج کا خطرہ 32 فیصد اور ڈیمینشیا کا خطرہ 28 فیصد تک کم ہوجاتا ہے۔

محققین کا کہنا ہے کہ نتائج سے عندیہ ملتا ہے کہ معتدل مقدار میں کافی اور چائے کا الگ الگ یا اکٹھے استعمال فالج اور ڈیمینشیا کا خطرہ کم کرتا ہے۔

اس سے قبل 2018 میں آسٹریلیا کے الفریڈ ہاسپٹل کی تحقیق میں بتایا گیا تھا کہ چائے یا کافی پینے کی عادت دل کی دھڑکن کی بے ترتیبی اور فالج کا خطرہ کم کرنے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

تحقیق میں بتایا گیا کہ چائے یا کافی میں موجود کیفین مرکزی اعصابی نظام کو حرکت میں لاکر ایڈی نوسین نامی کیمیکل کے اثرات کو بلاک کرتا ہے جو کہ atrial fibrillation یا اطاقی فائبرلیشن کا باعث بنتا ہے۔

اطاقی فائبرلیشن دل کی دھڑکن کا سب سے عام مرض ہے جس میں دل بہت تیزی سے دھڑکتا ہے اور علاج نہ کرایا جائے تو فالج بھی ہوسکتا ہے۔

تحقیق کے مطابق عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ کیفین سے دل کی دھڑکن کے مسائل پیدا ہوتے ہیں، تاہم کافی اور چائے وغیرہ اس سے بچاؤ میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں جس کی وجہ ان میں موجود اینٹی آکسائیڈنٹس اور ایڈی نوسین کو بلاک کرنے کی خصوصیت ہے۔ اس حوالے سے روزانہ 3 کپ ان مشروبات کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔

❁❁❁

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241

MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire

Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

گوشۂ ادب

داغ دل ہم کو یاد آنے لگے

باقی صدیقی

داغ دل ہم کو یاد آنے لگے
لوگ اپنے دیئے جلانے لگے
dāġh-e-dil ham ko yaad aane lage
log apne diye jalāne lage

کچھ نہ پا کر بھی مطمئن ہیں ہم
عشق میں ہاتھ کیا خزانے لگے
kuchh na pā kar bhī mutma.in haiñ ham
ishq meñ haath kyā ḳhazāne lage

یہی رستہ ہے اب یہی منزل
اب یہیں دل کسی بہانے لگے
yahī ras̤ta hai ab yahī manzil
ab yahīñ dil kisī bahāne lage

خود فریبی سی خود فریبی ہے
پاس کے ڈھول بھی سہانے لگے
ḳhud-farebī sī ḳhud-farebī hai
paas ke Dhol bhī suhāne lage

اب تو ہوتا ہے ہر قدم پہ گماں
ہم یہ کیسا قدم اٹھانے لگے
ab to hotā hai har qadam pe gumāñ
ham ye kaisā qadam uThāne lage

اس بدلتے ہوئے زمانے میں
تیرے قصے بھی کچھ پرانے لگے
is badalte hue zamāne meñ
tere qisse bhī kuchh purāne lage

رخ بدلنے لگا فسانے کا
لوگ محفل سے اٹھ کے جانے لگے
ruḳh badalne lagā fasāne kā
log mahfil se uTh ke jaane lage

ایک پل میں وہاں سے ہم اٹھے
بیٹھنے میں جہاں زمانے لگے
ek pal meñ vahāñ se ham uTThe
baiThne meñ jahāñ zamāne lage

اپنی قسمت سے ہے مفر کس کو
تیر پر اڑ کے بھی نشانے لگے
apnī qismat se hai mafar kis ko
tiir par uḌ ke bhī nishāne lage

ہم تک آئے نہ آئے موسم گل
کچھ پرندے تو چہچہانے لگے
ham tak aa.e na aa.e mausam-e-gul
kuchh parinde to chahchahāne lage

شام کا وقت ہو گیا باقیؔ
بستیوں سے شرار آنے لگے
‘shaam kā vaqt ho gayā ‘bāqī
bas̤tiyoñ se sharār aane lag

❁❁❁

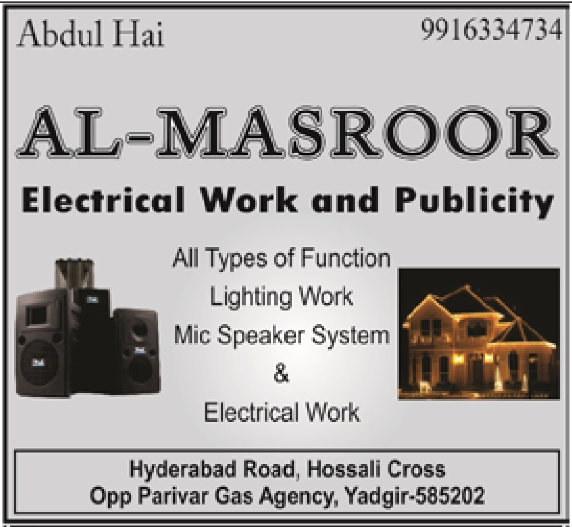

بچوں کی عدالت

بچوں کی عدالت بھی ہوتی ہے۔ جہاں بچوں کے مقدمے سنے جاتے ہیں اور ان کے مقدموں کے فیصلے کئے جاتے ہیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں بچوں کی عدالتیں (Minor Courts) موجود ہیں جو سولہ یا اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں کے مقدموں کا فیصلہ کرتی ہیں بچوں کی عدالت میں چھوٹے چھوٹے جرائم کے مقدمے سنے جاتے ہیں کوئی بچہ بڑا جرم کرے تو اس کو عام عدالت ہی میں پیش کیا جاتا ہے۔ بچوں کی عدالت اس بات کا خیال رکھتی ہے کہ بچے کو ایسی سزا دی جائے جو اسے بہتر شہری بننے میں مدد دے سکے اور اس میں اور اس میں نفرت یا انتقام کا جذبہ پیدا نہ کرے ایسی عدالت میں جج، بچے کے علاوہ اس کے والدین سے بھی پوچھ گچھ کرتا ہے بعض اوقات بچے کو نصیحت کرنے کے بعد والدین کے ساتھ گھر بھیج دیا جاتا ہے یا اسے بچوں کو فلاح و بہبود کا کام کرنے والے کسی کارکن کے سپرد کر دیا جاتا ہے بچہ جرم سے باز آئے تو اسے حکومت کے کسی تربیتی سکول میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں اس کی عادتیں سنوارنے پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ بچوں کی عدالت پہلی بار صدی کے آخر میں ٹورنٹو (کینیڈا) میں قائم ہوئی۔ امریکہ میں بچوں کی عدالت 1899ء میں قائم کی گئی۔

(بشکریہ https://www.punjnud.com/)

❁❁❁

Study Abroad
10 Years
Quality Service
Est. 1992

Study Abroad
10 Offices Across India

All Services Free of Cost

سٹڈی ابراڈ

Prosper Overseas
Is the India's Leading Overseas Education Company.

About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universitites / Colleges in 9 Countries since last 10 years

Achievements
* NAFSA Member Association, USA.
* Certified Agent of the British High Commission
* Trusted Partner of Ireland High Commission
* Nearly 100% success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.

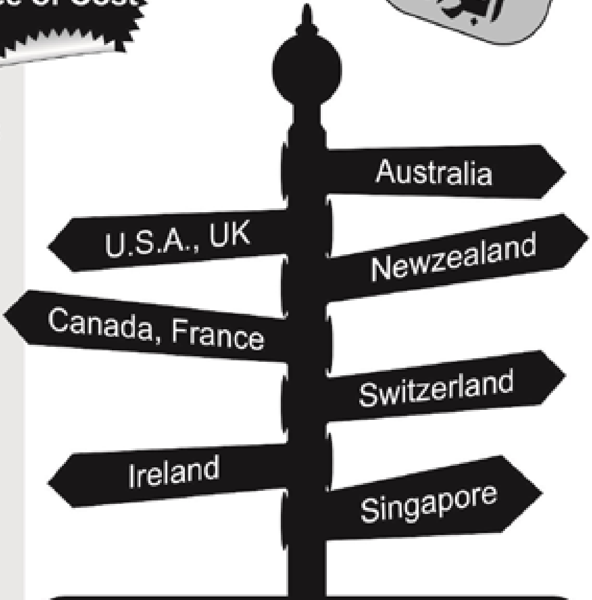

بیرون ممالک میں اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں

CMD : Naved Saigal
Website : www.prosperoverseas.com
e-mail : info@prosperoverseas.com
National helpline : 9885560884

Corporate Office
Prosper Education Pvt. Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands,Ameerpet,
Hyderabad - 500016, Andhra Pradesh, Phone : +91 40 49108888

مُلکی رپورٹس

رپورٹ کارکردگی ماہِ اکتوبر 2021

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان:(1)اس ماہ خدام کو حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف ''ضرورۃ الامام'' (نصف آخر) کا خلاصہ اور اسکی ریکارڈنگ شیئر کی گئی۔(2)دوران ماہ قادیان میں 10 روز تعلیمی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔(3)اس ماہ تمام خدام نے روزانہ تربیتی وفلاحی کاموں میں حصہ لیا(4) مشکوٰۃ، راہ ایمان میں قادیان کے خدام نے تربیتی، تبلیغی اور تعلیمی مضامین لکھے۔(5)اس ماہ 16 طلباء کی مزید تعلیم کے سلسلہ میں کاؤنسلنگ کی گئی۔(6)دوران ماہ رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں 4 خدام کی کاؤنسلنگ کی گئی۔(7) دوران ماہ کل 13 وقارعمل جملہ محلہ جات میں منعقد کئے گئے۔(8)1 تبلیغی اجلاس کا انعقاد کیا گیا(9)04 تربیتی اجلاسات منعقد کئے گئے۔(10) 6 خدام نے عطیہ خون دیا اور تقریباً 150 سے زائد لوگوں کی 25000 روپے اور راشن وغیرہ کے ذریعہ امداد کی گئی۔ایک کا علاج کروایا گیا۔

❁❁❁

has been bestowed upon them is more than enough. The Christian priests handed over the keys to the city to Hazrat Umar (ra). He took a tour of the Bait al-Maqdas and when it came time for prayers, the Christians offered for him to offer prayers there. However, Hazrat Umar (ra) said he feared that if he did so, the Muslims would take this to be a sacred place for them, and then try to take it over. Thus, Hazrat Umar (ra) went outside and offered the prayers.

His Holiness (aba) said that people in Ilya began inviting Hazrat Umar (ra) to their homes. One day Hazrat Umar (ra) asked Hazrat Abu Ubaidah (ra) why he had not invited him. Hazrat Abu Ubaidah (ra) said that if he invited Hazrat Umar (ra) in, he would not be able to control his emotions. However, they proceeded to Hazrat Abu Ubaidah's (ra) tent, which was empty except for a make-shift cot, and some bread in the corner. Upon seeing this, tears began flowing from the eyes of Hazrat Umar (ra) and he embraced Hazrat Abu Ubaidah (ra).

Hazrat Bilal (ra) Gives the Call to Prayer Once Again

His Holiness (aba) said that while in Ilya, people requested Hazrat Umar (ra) for Hazrat Bilal (ra) to call the Azan (call for prayer). Hazrat Bilal (ra) said that he had vowed after the demise of the Holy Prophet (sa) to never call the Azan again. However, since Hazrat Umar (ra) had asked him, he agreed and called the Azan. This reminded everyone there of the time of the Holy Prophet (sa).

Strategic Capabilities of Hazrat Umar (ra) to Overcome a Great Trial

His Holiness (aba) said that as the Muslims gained victory after victory, people and cities were becoming fearful of losing their cities. The people of Jazirah, located between Iraq and Syria wrote to Heraclius seeking his help and asked him to send ships to combat the Muslims. He agreed to send help, as he thought this to be a winning plan. Upon learning that he had agreed, the people of Jazirah took an army of 30,000 to Homs. Hazrat Abu Ubaidah (ra) came to learn of these plots and ploys. He consulted with Hazrat Khalid bin Waleed (ra), and they agreed that in order to combat this, they should assemble the entire Muslim army in the South of Syria. When Heraclius's ships arrived, the Muslims found themselves in a difficult situation. Hazrat Abu Ubaidah (ra) wrote to Hazrat Umar (ra) informing him of the delicate situation. Hazrat Umar (ra) commanded Sa'd bin Abi Waqas (ra) to send help, and thus he sent an army of 4,000 towards Homs. However, this would not be enough to combat the army of Jazirah. However, as the army of Jazirah was in Homs, Hazrat Umar (ra) commanded that another army should be sent to Jazirah, so that the army would have to return to Jazirah in order to defend their city, thus relieving the Muslim army in Homs who were facing a difficult situation. This showed the great strategic capabilities of Hazrat Umar (ra), and it proved successful, as when this happened, the army of Jazirah was forced to leave Homs and return to Jazirah. Eventually, the Muslims proved victorious.

His Holiness (aba) said that he would continue highlighting incidents from the life of Hazrat Umar (ra) in future sermons.

.

***

Summary of the Friday Sermon delivered by Hadrat Khalifa-tul-Masih V (May Allah be his Helper)on 24TH September 2021 at Mubarak Mosque Islamabad, Tilford, UK.

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad (aba) said that he would continue highlighting incidents from the life of Hazrat Umar (ra).

The Fall of Jerusalem

His Holiness (aba) said under the leadership of Amr bin al-Aas, the Muslim army encircled Bait al-Maqdas, i.e. Jerusalem. The Christians eventually agreed to making a treaty, but said that they wanted Hazrat Umar (ra) himself to come and form the treaty. Thus, Hazrat Umar (ra), after consulting with other companions, set out for Bait al-Maqdas. His Holiness (aba) presented the statements of various historians regarding this incident and some of their varying views regarding these occurrences. It is stated that Hazrat Umar (ra) had already set out towards Bait al-Maqdas before any talk of the treaty, as Amr bin al-Aas had sent him a letter requesting assistance. Thus, Hazrat Umar (ra) had already set out and had stopped on the way at a place called Jabiyah, where he wished to consult with his army commanders. It was there that he was told of the Christian's demand that he be present himself for the brokerage of a treaty.

His Holiness (aba) said that once Hazrat Umar (ra) was in Jabiyah, the Muslim commanders were summoned by Hazrat Umar (ra). When the commanders reached Jabiyah, Hazrat Umar (ra) saw that they had adopted a physical appearance that resembled non-Arabs who dressed extravagantly. This displeased Hazrat Umar (ra), however they told him that they were still wearing armour underneath, and that this appearance was merely for fitting in among the non-Arabs.

The Muslims Reached an Agreement with the Christians in Jabiyah

His Holiness (aba) said that it was in Jabiyah that the treaty between the Muslims and Christians was formed. When the Christians were arriving, they were riding horses and their swords were glistening. As such, the Muslims also drew their arms, but Hazrat Umar (ra) told them that these Christians had come to brake a peace treaty, and so, the Muslims should put away their weapons. In the treaty, Hazrat Umar (ra) said that the people of Ilya (where Bait al-Maqdas was located) would not be harmed, nor would their homes and their churches be harmed. Those who wished to go to the Byzantines were free to do so, and those who wished to stay on their lands were free to do so, as long as they paid the Jizyah.

His Holiness (aba) said that this showed that the Muslims did not impose themselves by way of the sword, they fostered religious freedom, and they never forced the Jizyah upon anyone, instead, everyone was always given a choice to either go somewhere else, or pay the Jizyah.

His Holiness (aba) said that after the treaty was finalised, Hazrat Umar went to Bait al-Maqdas. As Hazrat Umar (ra) arrived, he was dressed very modestly. The Muslims were worried about what the Christians would say, and so they offered him some valuable garment to wear. Hazrat Umar (ra) said that the honour of Islam which